ہفت روزہ

8

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

19 تا 25 فروری 2013ء / 7 تا 13 ربیع الثانی 1434ھ

اس شمارے میں

پاکستان کا مستقبل اور ہماری سیاسی قیادت

مکافاتِ الٰہی کا قانون

اتباع رسول ﷺ

فرنگیوں کا فسوں

مالی میں مسلمانوں کا قتل عام

جدا ہو دیں سیاست سے......

بھارت تاریخ کی زد میں!

حضرت امام مسلم رحمہ اللہ

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع
مشاہدات وتاثرات

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

پاکستان کی اصل اساس

بات صرف ایک نعرے کی نہیں ہے بلکہ اُن واضح وغیر مبہم اور واشگاف و برملا بیانات و اعلانات کی ہے جن کے ذریعے پاکستان کے بانی ومؤسس اور تحریک پاکستان کے ''قائداعظم'' نے مسلمانوں کی قومیت کی اساس ''مذہب'' کو' پاکستان کی منزل ''اسلام'' کو اور پاکستان کا دستور ''قرآن'' کو قرار دیا تھا اور قیام پاکستان کا مقصد یہ بیان کیا تھا کہ ہم پاکستان کے ذریعے عہد حاضر میں اسلام کے اُصول حریت' مساوات اور اخوت کی جدید تفسیر اور عملی نمونہ پیش کرنا چاہتے ہیں! اس حقیقت سے انکار کوئی نہایت ڈھیٹ شخص ہی کر سکتا ہے کہ ان اعلانات کے بغیر نہ مسلم لیگ ایک عوامی جماعت بن سکتی تھی نہ برصغیر پاک و ہند کے طول وعرض میں بسنے والے مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتے تھے۔ یہ حقیقت اتنی ظاہر وباہر اور سطح زمین پر بہنے والے دریاؤں اور ندیوں کے پانی کے مانند اتنی عیاں ہے کہ اس پر قلم وقرطاس کا مزید صَرف تحصیل حاصل کے ذیل میں آئے گا۔

اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کیا جا سکتا اور کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ پاکستان کی اصل اساس سوائے دین و مذہب کے اور کوئی نہیں ہے' اور پاکستان کی واحد جڑ بنیاد صرف اور صرف اسلام ہے! اور جس طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ جب اُن سے نام دریافت کیا جاتا تھا تو اوّلاً صرف ایک لفظی جواب دیتے ''سلمان!'' اور اگر عرب کی روایت کے مطابق مزید پوچھا جاتا تھا کہ ''سلمان ابن''؟...... تو جواباً ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''سلمان ابن اسلام!'' یعنی میری ولدیت اسلام ہے' اسی طرح پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جس کی ولدیت' اسلام ہے!!

استحکام پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ یوسف

(آیات:96 تا 100)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا
كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿٩٧﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٩٨﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
اٰمِنِيْنَ ؕ﴿٩٩﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ
اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿١٠٠﴾

آیت 96 ﴿فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ﴾ ’’تو جب آیا بشارت دینے والا اور اُس نے ڈالا اس (قمیص) کو یعقوبؑ کے چہرے پر تو آپؑ پھر سے ہو گئے دیکھنے والے۔‘‘

یوسف کی قمیص چہرے پر ڈالتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کی بصارت لوٹ آئی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے زندگی کا سب سے اندوہناک غم بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے ہی کی صورت میں سامنے آیا تھا جب برادرانِ یوسف نے اس پر خون لگا کر ان کے سامنے پیش کر دیا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اور اب زندگی کی سب سے بڑی خوشی بھی یوسفؑ کے کرتے ہی کی صورت میں نمودار ہوگئی۔

﴿قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾﴾ ’’آپؑ نے فرمایا: کیا میں تم سے کہتا نہیں تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے ان چیزوں کا علم ہے جو تم نہیں جانتے؟‘‘

آیت 97 ﴿قَالُوْا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿٩٧﴾﴾ ’’انہوں نے کہا: ابا جان! ہمارے لیے ہمارے گناہوں کی مغفرت طلب کیجیے‘ یقیناً ہم ہی خطا کار تھے۔‘‘

آیت 98 ﴿قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٩٨﴾﴾ ’’آپؑ نے فرمایا: عنقریب میں مغفرت طلب کروں گا تمہارے لیے اپنے رب سے‘ یقیناً وہی ہے بخشش والا‘ بہت رحم کرنے والا۔‘‘

یہاں پر ’’سَوْفَ‘‘ کا لفظ بہت اہم ہے۔ یعنی آپؑ نے فوری طور پر ان کے لیے استغفار نہیں کیا بلکہ وعدہ کیا کہ میں عنقریب تم لوگوں کے لیے اپنے رب سے استغفار کروں گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی اپنے بیٹوں کے بارے میں آپؑ کے دل میں رنج اور غصہ برقرار تھا۔ شاید آپؑ کا خیال ہو کہ میں یوسفؑ سے مل کر ساری تفصیلات معلوم کروں گا‘ اس کے بعد جب تمام معاملات کی صفائی ہو جائے گی تو پھر میں اپنے رب سے ان کے لیے معافی کی درخواست کروں گا۔

آیت 99 ﴿فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ﴾ ’’پھر جب وہ سب یوسفؑ کے پاس پہنچ گئے تو انہوں نے جگہ دی اپنے پاس اپنے والدین کو۔‘‘

کنعان سے چل کر بنی اسرائیل کا یہ پورا خاندان جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مصر پہنچا تو آپؑ نے خصوصی اعزاز کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور اپنے والدین کو اپنے پاس امتیازی نشستیں پیش کیں۔

﴿وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾﴾ ’’اور کہا کہ اب آپ لوگ مصر میں داخل ہو جائیں‘ اللہ نے چاہا تو پورے امن و چین کے ساتھ (یہاں رہیں)۔‘‘

اب آپ لوگوں کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اگر اللہ نے چاہا تو یہاں آپؑ کے لیے امن و چین اور سکون و راحت ہی ہے۔

آیت 100 ﴿وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ﴾ ’’اور آپؑ نے اپنے والدین کو اونچے تخت پر بٹھایا‘ اور وہ سب کے سب یوسفؑ کے سامنے سجدے میں گر گئے۔‘‘

یہ سجدۂ تعظیمی تھا جو پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔ شریعتِ محمدی ﷺ میں جہاں دین کی تکمیل ہوگئی وہاں توحید کا معاملہ بھی آخری درجے میں تکمیل کو پہنچا دیا گیا۔ چنانچہ یہ سجدۂ تعظیمی اب حرامِ مطلق ہے۔ جو لوگ اپنے بزرگوں یا قبروں کو سجدہ کرتے ہیں وہ صریح شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات و واقعات سے آج اس کے لیے کوئی دلیل اخذ کرنا قطعاً درست نہیں۔

﴿وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫﴾ ’’اور یوسفؑ نے کہا: ابا جان! یہ ہے تعبیر اُس خواب کی جو میں نے پہلے (بچپن میں) دیکھا تھا۔‘‘

حضرت یوسف علیہ السلام کے اس خواب کا ذکر آیت 4 میں ہے کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ اس میں گیارہ بھائی ستاروں کی مانند جبکہ والدین سورج اور چاند کے حکم میں ہیں۔

﴿قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ﴾ ’’میرے رب نے اس کو سچا کر دکھایا۔‘‘

﴿وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ﴾ ’’اور اُس نے مجھ پر بہت احسان کیا جب مجھے قید خانے سے نکلوایا‘‘

﴿وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ﴾ ’’اور آپ لوگوں کو (یہاں) لے آیا صحرا سے۔‘‘

آپ لوگوں کو صحرا کی پر مشقت زندگی سے نجات دلا کر یہاں مصر کے متمدن اور ترقی یافتہ ماحول میں پہنچا دیا‘ جہاں زندگی کی ہر سہولت میسر ہے۔

﴿مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ﴾ ’’اس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان دشمنی ڈال دی تھی۔‘‘

﴿اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿١٠٠﴾﴾ ’’یقیناً میرا ربّ غیر محسوس طور پر تدبیر کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ یقیناً وہی ہے ہر شے کا علم رکھنے والا‘ حکمت والا۔‘‘

اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق باریک بینی سے تدبیر کرتا ہے اور اس کی تدبیر بالآخر کامیاب ہوتی ہے۔

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کا مستقبل اور ہماری سیاسی قیادت

پاکستان کے سول اور فوجی حکمرانوں نے اہلِ پاکستان کے ساتھ کیا، سلوک کیا، یہ ایک المناک داستان ہے جو بہت مرتبہ دہرائی جا چکی ہے، لیکن جب بھی کوئی تجزیہ نگار مرثیہ خوانی کرتا ہے تو ان حکمرانوں کے ظلم اور زیادتی کا کوئی نہ کوئی نیا گوشہ سامنے آتا ہے۔ پاکستان کی تاریخ کو آسانی کے ساتھ دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا حصہ 1947ء یعنی آزادی سے لے کر اکتوبر 1958ء تک ہے جب سیاست دان حکومت کر رہے تھے اور سول بیورو کریسی حکمرانی میں ان کی مدد کرتی کرتی خود ان پر غالب آ چکی تھی۔ چودھری محمد علی جو I.C.S تھے اور اکاؤنٹس میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، وزیر اعظم بن گئے اور ملک غلام محمد بھی سویلین نوکری سے جست لگا کر گورنر جنرل بن بیٹھے۔ سکندر مرزا ایک ریٹائرڈ فوجی سول جاب کرتے کرتے پہلے پاکستان کے گورنر جنرل اور پھر صدر مملکت بن گئے۔ ہم قارئین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ 1958ء سے پہلے جب فوج نے ابھی اقتدار پر شب خون مارنا شروع نہیں کیا تھا، ہمارے سیاست دان اس قابل نہیں ہوئے تھے کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے انہوں نے سیول ملازمین کا سہارا لیا ہوا تھا اور ان کی انگلی پکڑ کر ایوانِ اقتدار میں چہل قدمی کرتے تھے۔ 1958ء کے آغاز میں سیاست دانوں نے خود اونٹ کو دعوت دی کہ وہ گردن خیمہ کے اندر داخل کر لے (مراد یہ ہے کہ وقت کے فوجی سربراہ کو وزیر دفاع بنا لیا گیا اور یوں ایک حاضر سروس جرنیل سیاسی حکومت کا حصہ بن گیا) جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اونٹ نے وقت آنے پر اہلِ خیمہ کو نکال باہر کیا اور خیمہ میں پورے کا پورا داخل ہو گیا۔

جنرل ایوب کے فوجی مارشل لاء سے پاکستان کی تاریخ کا دوسرا حصہ شروع ہوا جس کے بارے میں امید کی جا سکتی ہے کہ اور بڑی پُرزور انداز میں کی جا سکتی ہے کہ اب شاید پاکستان کے میڈیا پر کسی باوردی جرنیل کی یہ آواز نہیں گونجے گی ''میرے ہم وطنو!'' اگرچہ اس حوالے سے کوئی حتمی بات کہنا مشکل ہے۔ بہرحال اب پھر 1947ء کی طرح میدان صرف اور صرف سیاست دانوں کے لیے خالی ہے۔ حاضر و موجود سیاست دانوں کی کھیپ پاکستان مسلم لیگ (ن) پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ق)، ایم کیو ایم اور کسی قدر پاکستان تحریک انصاف سے منسلک ہے۔ جہاں تک تحریک انصاف اور اس کے قائد عمران خان کا تعلق ہے وہ نہ ابھی تک کسی حکومتی آزمائش سے گزرے ہیں اور نہ ہی ماضی میں عملاً انتخابات میں ایک بڑے فریق کے طور پر شامل ہوئے ہیں لہٰذا ان کے بارے میں تبصرہ قبل از وقت ہوگا اور مسلم لیگ (ق) کی حالت اس شخص کی مانند ہے جو تیرا کی نہیں جانتا لیکن کسی کے دھکے سے یا پاؤں پھسلنے سے دریا میں گر گیا ہو اور بچاؤ بچاؤ کی آوازیں لگا رہا ہو۔ کنارے لگنا اس کے لیے ممکن نہ ہو اور کنارے پر کھڑے لوگ اس پر ہنس رہے ہوں۔ خصوصاً ان لوگوں کے قہقہے بہت بلند ہوں جنہوں نے کبھی بوقت ضرورت اسے استعمال کیا تھا اور اب اس کے ڈوبنے کے منظر سے لطف اندوز ہو رہے ہوں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کے قومی سطح پر جماعت ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور ایم کیو ایم ایک ایسا قبضہ گروپ ہے جو اپنا علاقائی قبضہ قائم رکھنے کے لیے ہر قوت سے ٹکرانے کے لیے تیار ہے۔ اس گرفت کو قائم رکھنے بلکہ مزید مضبوط کرنے کے لیے پاکستان اور اسلام دشمنوں سے مدد لینے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ ایم کیو ایم کا یہ قبضہ قائم نہیں رہتا تو اسے پاکستان سے کچھ لینا دینا نہیں۔ پاکستان نہ اس کی محبت ہے اور نہ ضرورت حقیقت میں اس کی قیادت اس زعم میں مبتلا ہے کہ صرف پاکستان کو ان کی ضرورت ہے اور بلیک میلنگ میں وہ دنیا بھر میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ لہٰذا آنے والے انتخابات میں قومی جماعتیں کیا حاصل کرتی ہیں ایم کیو ایم کی حیثیت بہرحال پاسنگ کی ہوگی۔

تا خلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

19 تا 25 فروری 2013ء — جلد 22
7 تا 13 ربیع الثانی 1434ھ — شمارہ 8

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

پاکستان میں جولولی لنگڑی جمہوریت گھٹنوں کے بل چل رہی ہے اس میں سیاسی جماعت کے قائد کی حیثیت بادشاہ کی سی ہے اور مجلس عاملہ یا علاقائی سربراہ وغیرہ کی حیثیت اس درباری کی سی ہے جس نے بادشاہ کو صاف صاف کہہ دیا تھا کہ حضور میں آپ کا غلام ہوں بینگن کا نہیں (یہ ایک تاریخی قصہ ہے جس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ درباری کا اصل کام یہ ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ کی ہر بات پر واہ واہ کے ڈونگرے برسائے، چاہے پہلی بات دوسری بات کے برعکس ہی کیوں نہ ہو) لہٰذا ہمیں یہ دیکھنے کے لیے پاکستان کا مقدر کس کے ہاتھ میں جارہا ہے یا کس کے ساتھ بندھ رہا ہے۔

ہمیں مسلم لیگ کے قائد نواز شریف اور پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد آصف علی زرداری کے ماضی کو سامنے رکھنا ہوگا اور یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم ان سے کیا توقعات وابستہ کرسکتے ہیں؟ آصف علی زرداری بادشاہ وقت ہیں پھر یہ کہ ان کی جماعت مسلم لیگ (ن) سے پرانی ہے لہٰذا ان کا ذکر پہلے ہونا چاہیے۔ ذوالفقار علی بھٹو ایوب خان یعنی ایک جرنیل ایک فوجی آمر (فوجی جرنل اور آمر ایسے الفاظ ہیں جنہیں ادا کرتے وقت پیپلز پارٹی کے جیالے اور قائدین انتہائی نفرت کا اظہار کرتے ہیں) کے چہیتے اور پسندیدہ تھے۔

اعلانِ تاشقند کے بعد انہوں نے ایوب خان سے علیحدگی اختیار کی اور اگلے انتخابات میں اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگا کر حصہ لیا۔ انہوں نے پاکستان کے غریبوں کو جگایا اور کچھ زیادہ ہی جگا دیا جو خود ان کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنا۔ انہوں نے عوام سے روٹی' کپڑا اور مکان کا وعدہ لیا لیکن بقول شخصے روٹی کی جگہ گولی، کپڑے کی بجائے کفن اور مکان کی بجائے قبر عوام کا نصیب ٹھہری۔ عوامی ردعمل میں ان کی جماعت اور سیاست زمین میں دفن ہوتی محسوس ہوتی تھی لیکن انہیں پھانسی دے دی گئی اور یہ پھانسی ان کی جماعت کے لیے حیات نو کا باعث بنی، چنانچہ ان کی صاحبزادی بے نظیر بھٹو کو دوبار وزیراعظم بننے کا موقع مل گیا۔ ان کے ادوار حکومت ایک بار پھر پی پی پی کے لیے بدنامی اور رسوائی کا باعث بنے لیکن 2008ء کے انتخابات سے عین پہلے ان کی سرعام ہلاکت نے پی پی پی کو انتخابات میں کامیابی دلوا دی۔ اگرچہ بھٹو اور ان کی بیٹی دورانِ حکومت عوام کو کچھ نہ دے سکے لیکن پھر بھی جب ہم آصف زرداری کے مقابلے میں بھٹو اور بے نظیر کو دیکھتے ہیں اور ان کی حکومتی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ باپ بیٹی ہمیں کوہِ ہمالیہ پر بیٹھے نظر آتے ہیں۔ آصف زرداری کے پانچ سالہ دورِ حکومت کا ہم جائزہ لیتے ہیں تو داخلی سطح پر ہمیں مہنگائی اور بیروزگاری کا سامنا ہے۔ انڈسٹری اور زراعت سے وابستہ لوگ بجلی اور گیس کی عدم دستیابی کی وجہ سے معاشی طور پر دم توڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لوڈشیڈنگ نے تاریکیاں پھیلادی ہیں اور عوام اندھیرے میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ معقول خوراک' صحت اور تعلیم کے لیے عوام ترس رہے ہیں اور خارجی سطح پر امریکہ اور بھارت کے سامنے سربسجود ہونا اُن کا واضح ایجنڈا سمجھ آتا ہے۔ عالمی سطح پر وہ مقبول اِس لیے بھی رہنا چاہتے ہیں کہ اُن کے دنیا بھر کے بینکوں میں اکاؤنٹس اور پراپرٹی خوب پھل پھول رہی ہے۔ حال ہی میں انہوں نے رائے ونڈ والوں کے محلات کے مقابلے میں لاہور میں کئی ایکڑوں پر پھیلا ہوا بم پروف محل ایک رئیل اسٹیٹ ایجنٹ سے بطور تحفہ قبول کیا ہے۔ ذرا سوچیے ایسا حاکم اگلی مرتبہ مجھ سے اور آپ سے کیا سلوک کرے گا۔

مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف حقیقت میں بادشاہ نہیں شہنشاہ ہیں۔ انہیں شریعت محمدی کا وہ حصہ بہت پسند ہے جس کے مطابق امیر المؤمنین کا ہر حکم حرف آخر ہوتا ہے، وہ بھی ایک فرق کے ساتھ کہ مسلمانوں کا امیر المؤمنین مشورہ کو بہت اہمیت دیتا ہے اور شریعت اسے مشورہ کرنے کی ہدایت بھی کرتی ہے یہ مشورہ کرنا محترم نواز شریف کو زیادہ پسند نہیں۔ پھر یہ کہ وہ امیر المؤمنین بننے کو تو تیار ہیں لیکن اگر بینک کے سود کو عدالت حرام مطلق قرار دیتی ہے تو میاں نواز شریف اللہ اور رسول سے جنگ کے لیے تیار ہیں۔ لہٰذا ان کے دور میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل کی جاتی ہے۔

میدان سیاست میں وہ اپنے بھائی' بیٹی اور بھتیجوں سمیت موجود ہیں اور اگلے انتخابات کے لیے نگران حکومت کے حوالہ سے ان کی نگاہیں ایک ایسی خاتون پر پڑ رہی ہیں جو شاتم رسول ہے' بال ٹھاکرے جس کا سیاسی آئیڈیل تھا، جو مسلمانی کا دعویٰ کرتی ہے لیکن بھارت جاکر مندر میں پجارن کی حیثیت سے داخل ہوتی ہے، جو بآوازِ بلند کہتی ہے کہ میرا شوہر قادیانی ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ میاں نواز شریف کے دل اور ذہن پر آج کل بھارت سے محبت کا اتنا غلبہ ہے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر مسکراتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان سرحدی لکیریں بے معنی اور غیر ضروری ہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ یہ سیاسی جماعتیں اور ان کے یہ قائدین پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست نہ سہی ایک آزاد خودمختار اور باوقار ریاست بھی بنا سکیں گے؟ سیاسی مفاد پرستوں کے علاوہ ہمیں ہر پاکستانی کا سر نفی میں حرکت کرتا نظر آتا ہے، لہٰذا زمینی حقائق کے مطابق ہمیں پاکستان کا مستقبل اندھیروں میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے اور سچی بات یہ ہے کہ قوم اسلام کے نعرے مارنے کے باوجود نہ خود پر اسلام نافذ کرنا چاہتی ہے اور نہ ایسی اسلامی فلاحی ریاست چاہتی ہے جو انہیں حرام اور ناجائز سے روک کر صراط مستقیم پر گامزن کردے۔ ہم جھنجھوڑ سکتے ہیں لہٰذا جھنجھوڑتے رہیں گے اور اللہ رب العزت سے دعا کرتے رہیں گے کہ اے مالک حقیقی تو مسبب الاسباب ہے اور اسباب کا محتاج نہیں۔ تمام انسانوں کے دل تیری انگلیوں کے درمیان ہیں، جس طرف چاہے انہیں موڑ دے۔ تو ہمیں حقیقی مسلمان بنادے اور ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تیرے محبوبؐ کی شریعت کو پاکستان میں نافذ کرنے کے لیے تن من دھن لگا دیں۔ حقائق سے آنکھیں چرانا کبھی قوموں کے لیے مفید نہیں رہا یہی تاریخ کا فیصلہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ایمان کا تقاضا تو روزِ اوّل ہی سے تھا کہ پاکستان میں شریعت محمدی کا نفاذ ہو آج عقل کا تقاضا بھی یہی ہے۔ پاکستان کے استحکام کا ہی نہیں بقا کا بھی ایک ہی راستہ رہ گیا ہے۔ اللہ نہ کرے، ہم اسے بھی نہ کھودیں۔

اتباع رسول ﷺ

سورۃ الاعراف کی آیت 157 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر عارف رشید صاحب کے 8 فروری 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! میں نے آپ کے سامنے سورۃ الاعراف کی آیت 157 تلاوت کی ہے۔اس کی روشنی میں نبی اکرمﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادوں خاص طور پر اتباع رسولﷺ کو تازہ کرنا مقصود ہے۔نبی اکرمﷺ کے ساتھ ہماری نسبت یہ ہے کہ ہم اُمت محمدیہؐ میں شامل ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے جو سلسلہ رشد و ہدایت جاری فرمایا تھا، حضرت محمدﷺ اس سلسلے کی آخری کڑی تھے۔اب قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ہماری نسبت اُس نبی اور رسول کے ساتھ ہے جو آخر المرسلین اور خاتم النبیینؐ ہیں۔میں نے جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، اس میں ان لوگوں کا یہاں ذکر ہو رہا ہے جو نبی اکرمﷺ کا اتباع کرتے ہیں۔ہمارے ہاں اتباع رسول کے حوالے سے عام طور پر ذہنوں میں عام زندگی کے معمولات میں آپؐ کی پیروی کا تصور پایا جاتا ہے، حالانکہ آپؐ کا اتباع زندگی کے تمام گوشوں میں مقصود ہے۔ہمارا حال یہ ہے کہ آپؐ کی حیات طیبہ کے بہت سے گوشوں پر توجہ ہی نہیں ہے۔مثلاً ایک سنت کہ جس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اور آغاز وحی سے لے کر نبی اکرمﷺ کی حیات طیبہ کے آخری لمحہ تک جاری رہی وہ غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد کی سنت ہے۔آپؐ نے پوری زندگی جس لگن اور محنت میں بسر کی وہ محنت کیا تھی، اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا اور اس قرآن کی بنیاد پر ایک عادلانہ انسانی معاشرے کو بالفعل قائم کر دینا۔آپؐ نے اسلام کے عظیم الشان اصولوں پر مبنی ایک معاشرہ اور ریاست کی بالفعل تشکیل فرمائی۔ایچ جی ویلز جیسے متعصب شخص نے بھی اپنی کتاب "The Concise History Of The World" میں اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔اصل فضیلت تو وہ ہے جس کا دشمن بھی اقرار کرے۔ایچ جی ویلز ملعون نے رسول مکرم و معظم کی ذات گرامی پر انتہائی رکیک حملے کئے، مگر اس کے باوجود وہ یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا کہ "انسانی حریت، اخوت اور مساوات کے وعظ تو اگرچہ دنیا میں پہلے بھی بہت کہے گئے۔چنانچہ مسیحؑ کے یہاں بھی اُن کا بڑا ذخیرہ موجود ہے، لیکن نوع انسانی کی تاریخ میں پہلی بار ان اصولوں پر مبنی نظام عملاً قائم کر کے دکھا دیا محمد نے (ﷺ)۔" اگرچہ افلاطون نے بھی ایک یوٹوپیا کا نظریہ دیا تھا، مگر اُس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ خیالی جنت ہے، اس لئے کہ وہ نظام ایک دن کے لئے اس روئے ارضی پر کہیں قائم نہیں ہوا۔نبی اکرمﷺ جس نظام کے علمبردار تھے اسے آپؐ نے بالفعل قائم بھی فرمایا۔زیر مطالعہ آیت میں اس حوالے سے رہنمائی ہے کہ آپؐ کا اتباع کن معاملات میں درکار ہے۔فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ﴾

"وہ جو (محمد رسول اللہﷺ) کی جو نبی اُمّی ہیں پیروی کرتے ہیں، جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔"

دیکھئے، یہاں سے وہ بات شروع ہوئی، جس کا تعلق مجھ سے اور آپ سے ہے۔اللہ نے واضح فرما دیا کہ میری رحمت خاص اُن لوگوں کے لئے ہوگی جو ہمارے رسول نبی امی کا اتباع کریں گے۔وہ اتباع کس معاملے میں ہے؟ آیا وہ صرف روزمرہ کے معمولات میں ہے۔جیسے ہم آپؐ کی پیروی میں مسواک کریں، جوتے پہنتے ہوئے دایاں پاؤں پہلے اندر ڈالیں، مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر جائے، پانی بیٹھ کر پئیں۔اِن سنتوں کی اپنی جگہ بے حد اہمیت ہے، مگر کیا صرف انہی کاموں کو سکھانے کے لئے حضورﷺ کو بھیجا گیا۔ظاہر ہے، ایسا نہیں ہے۔آپؐ کا مشن اظہار دین حق تھا۔آپؐ کو دین اسلام کو زندگی کے کل شعبہ جات میں غالب کرنا تھا۔آپؐ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا تھا۔حلال و حرام سے لوگوں کو آگاہ کرنا تھا، اور اُن کے سروں سے ناروا بوجھوں کو اتارنا تھا، آگے انہی باتوں کا ذکر آ رہا ہے۔فرمایا:

﴿یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾

"وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں۔"

یعنی فریضہ رسالت کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپؐ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں، اور برائیوں سے روکتے ہیں۔معروف وہ شے جو جانی پہچانی ہے، اور منکر وہ ہے جس سے فطرت انسانی اباء کرتی ہے۔خیر میں نیکی و بھلائی کے تمام کام شامل ہیں۔خیر کا ایک تصور یہ ہے کہ لوگوں کی ضرورتیں پوری کی جائیں۔بھوکوں کو کھانا کھلایا جائے، بیماروں کے علاج معالجہ کا اہتمام کیا جائے، آدمی اُن کے کام آئے۔لیکن خیر کا سب سے اعلیٰ تصور یہ ہے کہ لوگوں کی عاقبت سنوارنے کی فکر کی جائے۔اگر آپ کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ لوگ جہنم کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں اور اُن کی آخرت برباد ہو رہی ہے تو اُن کے حق میں سب سے بڑا خیر کا کام یہ ہوگا کہ آپ اُن کو دین کی دعوت دیں اور راہ حق پر چلنے کی تلقین کریں۔خدمت خلق کا یہ تصور نبی اکرمﷺ کی آغاز وحی کی زندگی کے آخری لمحے تک بڑا نمایاں نظر آتا ہے۔اِس بارے میں متعدد احادیث موجود ہیں۔ان میں سے ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ میری اور تمہاری مثال

ایسے ہے گویا آگ کا ایک الاؤ روشن ہے۔ تم اندھے اور بہرے ہو کر اس کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہو، اور میں تمہارے کپڑے پکڑ پکڑ کر تمہیں اس میں گرنے سے بچاتا ہوں۔ اگرچہ آپؐ نے خدمت خلق کے اور بھی بہت سے کام کئے ہیں لیکن آغاز وحی کے بعد جو چیز ٹاپ پر نظر آئے گی وہ لوگوں کو جہنم سے بچانے کی فکر ہے۔ سورۃ تحریم میں فرمایا گیا: ''اے اہل ایمان اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔'' حضورﷺ کی اوّلین ترجیح لوگوں کو عذاب جہنم سے بچانے کی فکر تھی۔ انسان کا المیہ یہ ہے کہ خواہشات نفس اور حیوانی جبلتوں سے مغلوب ہو کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ سورۃ التکاثر کے مطابق روپے پیسے کی کثرت اور مال و دولت اور جاگیر کی ہوس انسان کو بالآخر قبر کے دہانے تک پہنچا دیتی ہے۔ بہرحال ان چیزوں کے نقصانات سے بچانے کے لئے آپؐ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور برائی سے روکتے تھے۔ ہم میں سے ہر شخص جائزہ لے کہ اتباع کے معاملے میں اس کسوٹی پر کس حد تک پورا اُترتا ہے۔ جہاں تک نیکی کی بات دوسروں تک پہنچانے وعظ و نصیحت اور دعوت و تبلیغ کا معاملہ ہے اِس میں بالعموم انسان کی مخالفت نہیں ہوتی۔ بلکہ آپ مدرس قرآن ہیں تو آپ کا بڑا غلغلہ ہوگا۔ آپ کو مختلف محافل میں خصوصی خطاب کے لئے بلایا جائے گا، لیکن اگر آپ نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں گے تو آپ کو بہرحال مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ کے قریبی رشتہ دار حتیٰ کہ آپ کے سگے بھائی آپ کے مخالف ہو جائیں گے، مگر ہمیں مخالفتوں کی پروا کئے بغیر یہ کام کرنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے ''جو شخص کسی منکر کو دیکھے اسے چاہیے کہ اس کو ہاتھ سے روک دے۔ اگر اس کی طاقت نہیں ہے، تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہیں ہے (زبان پر بھی تالے لگا دیئے گئے ہیں) تو دل سے روکے (یعنی اگر منکر کے خلاف دل میں جذبات کو پالتا رہے۔) اِس کے بعد (یعنی کسی برائی اور منکر کے خلاف دل میں بھی جذبات موجود نہیں۔) تو ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں ہوگا۔'' اس حدیث کی روشنی میں اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم کتنے پانی میں ہیں۔ اسی طرح وہ حدیث بھی آپ نے بارہا سنی ہوگی۔ اس کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ فلاں بستی کے رہنے والوں پر وہ بستی الٹ دو۔ حضرت جبرئیلؑ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فرمایا: اے پروردگار اس بستی میں تو ایک ایسا عابد و زاہد اور نیک و متقی اللہ والا بندہ موجود ہے جس نے پلک جھپکنے کے برابر بھی کوئی لمحہ گناہ میں بسر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پہلے اس بستی کو اس شخص پر، اُلٹو پھر دوسروں پر، اس لئے کہ اُس کا چہرہ کبھی میری غیرت میں متغیر نہیں ہوا۔ ہمارے ہاں عبادت وریاضت اور تقویٰ کا تصور یہ ہے کہ انسان اپنا تزکیہ کرتا رہے، اپنے ذکر وفکر اپنی تہجد، اپنے اذکار میں مگن ہو۔ اگرچہ معاشرے سے بالکل بے پرواہ رہے خواہ اللہ کی حدود پاؤں تلے روندی جا رہی ہوں، ناموس رسالتؐ کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہوں۔ اس حدیث کے مطابق یہ روش ہرگز تقویٰ نہیں ہے بلکہ بہت بڑا جرم ہے۔ ہمارا دین ایک Dynamic تصور رکھتا ہے۔ وہ بدھ مت کے بھکشوؤں کا تصور نہیں کہ بس اپنے آپ کو مانجھا لگاؤ، صرف اپنا تزکیہ کرتے رہو اور دنیا میں کیا ہو رہا ہے، اس سے تعلق نہ رکھو۔ یہ روش نبی اکرمﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اتباع رسول میں سب سے پہلی شے یہی ہے۔ کہ نیکی کا حکم دیا جائے اور معاشرے سے برائیوں کے خاتمہ کی جدوجہد کی جائے۔ آگے فرمایا:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ﴾

''اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام ٹھہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو اُن (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اُتارتے ہیں۔''

یہودیوں کی شرارتوں کی بنا پر اللہ نے بعض حلال چیزیں بھی اُن پر حرام کر دی تھیں۔ اللہ نے آپؐ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ اب آپؐ کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ آپؐ اللہ کے حکم سے ہر پاکیزہ شے کو جائز اور حلال قرار دیں اور ہر ایسی شے جس میں خباثت اور نجاست ہے، انسانیت کو اُس کی مضرت سے بچانے کے لئے اُس سے روک دیں یعنی اُس کو حرام قرار دیں۔ حلت وحرمت کا یہ مستقل فیصلہ نبی رحمت نے فرما دیا ہے۔ پھر یہ کہ لوگوں نے دین کے نام پر جو بدعات اور رسومات اپنا لی ہیں آپؐ ان سے نجات دلانے والے ہیں۔ اس کا ایک پہلو یہ کہ پچھلی امتوں کی شریعتوں میں بعض احکامات بڑے سخت تھے۔ اُن کے مقابلے میں اللہ نے اپنے آخری نبیﷺ کے ذریعے امت کے لئے بہت آسانیاں پیدا فرمائیں۔ اس کے علاوہ آپؐ نے انسانیت کو اور بھی کئی قسم کے بوجھوں اور طوقوں سے نجات دلائی۔ یہ جابرانہ ملوکیت اور مذہبی طبقہ کی اجارہ داری کے بوجھ تھے، یہ ناروا رسومات کے طوق تھے۔ آج کل ہمارے ہاں بھی رسومات اور خرافات کا ایک طومار ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر دیکھ لیجئے، ایک فنکشن کو کتنا طویل کر دیا جاتا ہے۔ شادی بیاہ کی بابت اسلام نے سادگی کی تعلیم دی ہے، مگر ہمارے ہاں بات پکی کرنے کے لئے الگ تقریب ہوتی ہے، منگنی کی الگ تقریب ہوتی ہے

پریس ریلیز 12 فروری 2013ء **حافظ عاکف سعید**

ویلنٹائن ڈے پر قوم کو مغرب کی اخلاقی دہشت گردی سے بچانے کے لیے فون سروس بند کی جائے

ویلنٹائن ڈے مشرکانہ اور کافرانہ رسم ہے، مسلمانوں کو ایسے تہوار منانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ویلنٹائن ڈے عشق و عاشقی کے فروغ کا بے ہودہ سلسلہ ہے جو نوجوان نسل کو راہِ راست سے بھٹکانے اور تعلیماتِ اسلام سے دور کرنے کا سبب بن رہا ہے۔ اِن خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ رحمان ملک ذرا سی بات پر موبائل فون سروس بند کر دیتے ہیں، اُنھیں پاکستانی عوام کو مغرب کی اخلاقی دہشت گردی سے بچانے کے لیے ویلنٹائن ڈے پر موبائل فون سروس بند کر دینی چاہیے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارا میڈیا عشق و محبت کی باطل داستان ویلنٹائن ڈے جیسے مغربی تہواروں کو پاکستان میں فروغ دینے کے لیے انتہائی منفی رول ادا کر رہا ہے۔

جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی

اور رخصتی کے موقع پر رسومات کا ایک طویل سلسلہ ہوتا ہے۔ یہ سارا بوجھ لڑکی والوں پر پڑتا ہے۔ یہ چیزیں کہاں سے آگئیں؟ کیا ان کا ہمارے دین کے ساتھ تعلق ہے؟ ظاہر ہے، ایسا نہیں ہے۔ ہمارے ہاں یہ رسومات ہندوؤں سے مستعار لی گئی ہیں۔ ہماری وضع قطع، انداز نشست و برخاست، ہمارا لباس نصاریٰ سے مستعار ہے۔ اسی پر اقبال نے کہا تھا کہ

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں، جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

یہ صورتحال ہمارے لئے بلکہ پوری اُمت مسلمہ کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ آگے فرمایا:

﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۵۷)﴾

"تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی۔ اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی وہی مراد پانے والے ہیں۔"

یہاں نبی اکرم ﷺ کی نسبت سے چار حقوق کا ذکر کیا گیا۔ آپ کا پہلا حق یہ ہے لوگ آپؐ پر ایمان لائیں، اور ایمان دل کے یقین والا ہو، محض ایک عقیدہ نہ ہو۔ دوسرا حق یہ ہے کہ جب حضور ﷺ کو اللہ کا رسول مانا ہے تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کا اتباع کیا جائے، حضور ﷺ پر ایمان اگر واقعتاً ایمان ہے تو انسان کے اندر اتباع کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔ جیسے ایمان باللہ کا تقاضا عبادت رب یعنی اللہ کی بندگی ہے، ایمان بالرسالت کا تقاضا اتباع رسول ہے۔ اتباع محبت کے جذبہ کے ساتھ آپؐ کی اطاعت کا نام ہے۔ دل کی حقیقی محبت، طبیعت کی پوری آمادگی اور ایک گہرے قلبی لگاؤ کے ساتھ جب انسان کسی کی پیروی کرتا ہے تو وہ صرف اس حکم ہی کی پیروی نہیں کرتا جو وہ اپنی زبان سے واضح الفاظ میں دے رہا ہو، بلکہ وہ اس کی ہر ادا کی پیروی کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتا ہے اور اس کے چشم و ابرو کے اشاروں کا منتظر رہتا ہے۔ وہ یہ دیکھتا ہے کہ میرے محبوب کو کیا پسند ہے اور کیا ناپسند، ان کی نشست و برخاست کا طریقہ کیا ہے، ان کی گفتگو کا انداز کیا ہے، چلتے کس طرح ہیں، وہ لباس کون سا پہنتے ہیں، انہیں کھانے میں کیا چیز مرغوب ہے۔ ان چیزوں کے بارے میں خواہ کبھی کوئی حکم نہ دیا گیا ہو، لیکن جس کے دل میں کسی کی حقیقی محبت جاگزیں ہو جائے، جو کسی کا والہ و شیفتہ ہو جائے، اس کے لیے وہ احکام جو الفاظ میں دیے گئے ہوں، زبان سے اشارہ فرمائے گئے ہوں یا وہ کام جن کے کرنے کی ترغیب و تشویق دلائی گئی ہو اُن کا تو کہنا ہی کیا وہ تو ہیں ہی واجب التعمیل، ایسے شخص کے لیے تو چشم و ابرو کا اشارہ بھی حکم قطعی کا درجہ رکھتا ہے۔ محبوب کی ہر ہر ادا کی نقالی اور اس کے ہر قدم کی پیروی وہ اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔ گویا:

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں اِرم دیکھتے ہیں

اس طرزِ عمل کا نام "اتباع" ہے جس کی بڑی تابناک مثالیں ہمیں صحابہ کرام ؓ کی زندگیوں میں نظر آتی ہیں۔ حضور ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے آپؐ کا اتباع لازم ہے۔ اتباع کے دو اجزا محبت اور اطاعت ہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں اپنی دو احادیث میں جمع کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشات نفس اس ہدایت کے تابع نہ ہو جائے، جو میں لے کر آیا ہوں۔ دوسری حدیث ہے کہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میری ذات اس کے نزدیک اس کے والدین سے اس کی اولاد سے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ بن جائے۔ انسان کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ کوئی شے نہیں ہے، مگر نبی اکرم ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپؐ کی ذات ہمیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو۔

اس ضمن میں حضرت عمر فاروق ؓ کا واقعہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے سوال کیا: "عمر ؓ! تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے؟ ذرا اندازہ لگایئے کہ اس گفتگو سے کس قدر اپنائیت کا احساس اُبھرتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ اور عمر فاروق ؓ کے مابین کس قدر قلبی و ذہنی قرب موجود تھا۔ سوال کا انداز خود بتا رہا ہے کہ یہ سوال اس ہستی سے کیا جا سکتا ہے جس کی محبت اور شیفتگی مسلم ہو۔ حضرت عمر ؓ نے جواباً عرض کیا کہ "حضور آپؐ مجھے دنیا کے ہر انسان اور ہر شے سے زیادہ محبوب ہیں۔" حضور ﷺ نے پھر دریافت فرمایا: "اور خود اپنی جان سے بھی؟" اس پر حضرت عمر ؓ نے کچھ توقف کیا اور پھر عرض کیا: اَلْاٰنَ" یعنی ہاں حضور! اب میں یہ بھی کہتا ہوں کہ آپؐ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب اور عزیز ہیں۔ حضرت عمر ؓ نے حضور ﷺ کے سوال کا جواب سوچ سمجھ کر اپنا جائزہ لے کر اور اپنے دل کے اندر جھانک کر دیا۔ ہمارے نعت گو حضرات کی طرح نہیں کہ زبانی جمع خرچ کرنے پر ہی اکتفا ہو اور دعوائے محبت میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے جائیں، اِلَّا ماشاء اللہ حضرت عمر ؓ کا جواب سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ "ہاں" اب تم مقامِ مطلوب تک پہنچے ہو۔" یعنی اگر میں تمہیں ہر چیز، ہر انسان، یہاں تک کہ اپنی جان سے بھی محبوب تر ہو گیا ہوں تو اب وہ صحیح تعلق پیدا ہوا جو اللہ کو مطلوب ہے۔

اتباع رسول کا قرآن مجید میں جو مقام ہے، وہ سورۂ آل عمران کی آیت 31 کے مطالعہ سے سامنے آتا ہے۔ فرمایا گیا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۳۱)﴾

"(اے نبی ﷺ!) آپ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، (اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ) اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں کو معاف فرما دے گا، اور اللہ بہت معاف کرنے والا (اور) بہت رحم فرمانے والا ہے۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا لازمی تقاضا نبی اکرم ﷺ کا اتباع ہے۔ اتباع کا ایک نتیجہ تو یہ نکلے گا کہ ہم اللہ کی محبت میں پختہ تر اور مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے اور دوسرا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہم اللہ کے محبوب اور اس کی مغفرت و رحمت کے سزاوار قرار پائیں گے۔ جن کو یہ مرتبہ مل جائے کہ وہ اللہ کے محبوب قرار پائیں ان کی خوش نصیبی اور خوش بختی کا کیا کہنا!

بہرحال اگر ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طلب گار ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے تو اتباع کے اس تصور کو ذہن میں رکھیے، صرف آپؐ کے چند معمولات زندگی کی پیروی ہی اتباع نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جس عظیم الشان مشن کو آگے بڑھانے میں اپنی زندگی بسر کی تھی، اس اللہ کی کتاب قرآن کو لوگوں تک پہنچانا اور اس بنیاد پر ایک انسانی معاشرے کو قائم کر کے دکھا دینا، جب تک ہم اس راستے کے راہی نہیں بنیں گے، اتباع رسول ﷺ کا تقاضا پورا نہیں ہو گا۔ ٹھیک ہے، ہم میں سے کسی سے یہ سوال نہیں کیا جائے گا کہ تم نے اسلام کو غالب کیا تھا کہ نہیں البتہ اس بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے شہادت علی الناس کے حوالے سے اپنی ذمہ داری کی ادائیگی کی کوشش کی تھی یا نہیں کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی سچی محبت اور آپؐ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: فرقان دانش]

☆☆☆

فرنگیوں کا فسوں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

بارہ سال امریکہ نے پورے اطمینان سے پاکستان پر ریموٹ کنٹرول حکمرانی کے مزے لوٹے۔ پہلے پرویز مشرف اور پھر این آر او سے دھلے دھلائے زرداری اور اتحادی۔ اب ریموٹ کنٹرول کے سیل کمزور پڑ رہے ہیں۔ آئے دن ایک نیا شوشہ، شکوک وشبہات کی نئی گرد اٹھاتا ہے۔ پرویز مشرف کی پالیسیوں نے اس ملک کو تباہی کے دہانے پر پہنچا کر آخری حصہ زرداری کے سپرد کر دیا۔ ایسے میں جنرل شاہد عزیز کے وہ اقرار (جو ہم سے دیوانے تواتر سے بارہ سالوں سے دہرا رہے ہیں) انکشافات نہیں، بلکہ دیر تو یہ بند ہونے سے پہلے تلافی مافات کی شاید ایک کوشش ہے! حسن ظن سے یہی کہا جاسکتا ہے! اگرچہ

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زودِ پشیماں کا پشیماں ہونا!

ہماری تاریخ سانپ گزر جانے کے بعد لکیر پیٹنے والوں سے پٹی پڑی ہے۔ سبق سیکھنے کے ہم عادی نہیں۔ کارگل میں بلاسبب بڑی تعداد میں نوجوانوں کی قربانیاں وصول کی گئیں۔ افغانستان، مسلم برادر ملک کے مہربان طالبان سے آنکھیں پھیر کر ہم نے امریکہ کی خاطر بدعہدیوں، خیانتوں سے بھری ایک جنگ لڑی۔ ملک کے اندر، وفادار، باایمان، سادہ لوح (جنہیں ہم نے پسماندگی کی آخری حد پر رکھا ہوا ہے) قبائل میں موت کا کھیل کھیلا۔ کارگل ہی کی طرح فوج کے جوان، موت کے منہ میں دھکیلے گئے، جس پر اب جنرل صاحب معذرت خواہ ہیں۔ بلاشبہ اول دن سے یہ جنگ ہماری نہ تھی۔ یہ پورا علاقہ آزاد میڈیا کے لیے نو گو ایریا تھا۔ سرکاری ڈیوٹی نبھانے والے ہمارے (Embedded Journalist) جاتے اور مخصوص علاقوں سے مخصوص رپورٹیں اور کہانیاں جاری کر کے رنگ بھرنے کی کوشش کرتے رہے۔ تاہم سچ ایک مرتبہ پھر سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ عوام کے منہ میں ٹکا دینے کو اس پر بھی ایک کمیشن اور بٹھا دیا جائے گا، تاکہ کھلتے حقائق کا منہ بند کیا جاسکے۔ اڑتی دھول اور آندھیوں کے بگولوں سے 'مقدس گایوں' کی حفاظت کی جاسکے۔ اس اقرار کے باوجود وادیٔ تیراہ خون سے تیرہ وتار ہو رہی ہے۔ وزیرستان ڈرون حملوں کی زد میں پہلے سے زیادہ ہے۔ کراچی خون سے نہا رہا ہے اور سارے چور، شور مچا رہے ہیں۔ بلوچستان رٹ آف سٹیٹ کی تلاش میں ہے۔ سچ بولنے کی سزا کامران فیصل کی شہادت کی صورت باقیوں کے حوصلے آزما رہی ہے۔

'جمہوریت کا انتقام' اور ہمدردی کے ووٹ، کا مزہ قوم نے پورا پورا چکھ لیا۔ سادہ اصول حکمرانی تو ہمارے پاس تھا، اگر ہم نے قرآن مُردوں پر پڑھنے کے لیے نہ اٹھا رکھا ہوتا۔ 'مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو'۔ (النساء: 58) یعنی ذمہ داری کا منصب، سرداری، قیادت ان کے سپرد کرو جو نااہل، بددیانت، روحِ انصاف سے خالی نہ ہوں۔ امانت، کسی پر ترس کھا کر اس کے حوالے نہیں کی جاتی۔ کسی روتے دھوتے کی بیچارگی پر رحم کھا کر قوموں، اداروں کے مقدر یونہی نہیں سونپ دیے جاتے۔ نہ یہ لائن میں لگے باری کے انتظار میں سوکھنے والوں کے سوکھے دھانوں پر ہی پانی ڈالنے کو تھمائی جاسکتی ہیں۔ میرٹ کی بات کریں تو شاید ساری بھیڑ چھٹ جائے۔ وہ مناصب جن پر بیٹھتے ہوئے ابوبکرؓ وعمرؓ لرزے، کانپے، روئے۔ آج ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہیں امیدواروں کے! 18 کروڑ عوام کی گردنوں پر سوار ہو کر۔ سب کی طرف سے جوابدہی کا خطرہ مول لینے والوں کی بے قراریاں دیدنی ہیں! 'کوئی حکمران جو مسلمانوں میں سے کسی رعیت کے معاملات کا سربراہ ہوا گر اس حالت میں مرے کہ وہ ان کے ساتھ دھوکا اور خیانت کرنے والا تھا تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔'' (بخاری، مسلم)

قوم کی خدمت کے بذریعہ جمہوریت خواب دیکھنے والوں کی اب بھی اگر آنکھ نہیں کھلی تو عجب ہے۔ مغرب نے آپ کو جس جمہوریت کا سراب دکھا دکھا کر ہانپنے پر مجبور کر رکھا ہے اب تو پوری مسلم دنیا اس کی عبرتناک مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ 1992ء میں

> قوم کی خدمت بذریعہ جمہوریت کے خواب دیکھنے والو! آنکھیں کھولو! مسلم دنیا میں جمہوریت کس کو راس آئی ہے؟ آپ کے حصے میں بھی غلام جمہوریت کرزئی، مالکی، حسنی مبارک، زرداری نما آئے گی۔ ایک سوراخ سے کتنی بار ڈسے جاؤ گے؟

الجیریا میں عوام کی مرضی جب باکردار، باایمان لوگوں کے حق میں پائی گئی تو جمہوریت یکا یک ایک عفریت کا روپ دھار کر عوام پر ٹوٹ پڑی۔ استعماری طاقتوں کے شکنجے سے نکلنے کی کوشش جو کرے گا اسے خانہ جنگی میں جھونک دیا جائے گا۔ جمہوریت حماس کو راس نہ آئی جمہوریت کا حشر دیکھنا ہو تو مرسی کے مصر میں دیکھ لیں۔ آپ کے حصے میں غلام جمہوریت کرزئی، مالکی، حسنی مبارک، زرداری نما آئے گی۔ ایک سوراخ سے کتنی بار ڈسے جائیں گے؟ آپ کو پہلے امریکہ اور اس کے حواریوں سے نجات کلی درکار ہے۔ آئی ایم ایف اور امریکی بوٹوں تلے سسکتے آپ کون سی جمہوریت کے خواب دیکھنے لگے؟ دنیا میں امریکہ کا طریقِ واردات دیکھنا ہو تو افغانستان، عراق کے بعد۔ (شام، مصر، لیبیا میں اس کے کردار پر بھی نگاہ رکھیے) اب ذرا 'مالی' کو دیکھ لیجیے۔ ایک کہانی پوری مسلم دنیا کی ہے۔ نیا افغانستان، افریقہ کے قلب میں بننے چلا ہے۔ نتائج بھی

فرانس، امریکہ، برطانیہ کے لیے کچھ مختلف نہ ہوں گے۔ الجیریا کو مالی کے حق میں پاکستان اور پرویز مشرف کا کردار ادا کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اللہ کرے جنرل شاہد عزیز، الجیریا کے جرنیلوں کو بروقت روک سکیں، تھام سکیں۔ ورنہ الجیریا کی حکومت اور فوج، امریکہ، برطانیہ، فرانس کی فرنٹ لائن اتحادی بنی ہماری طرح 'دہشت گردوں' کے خلاف جاسوسی اور 'ٹھکانوں پر بمباری' کا فریضہ سرانجام دے رہی ہوگی، خون مسلمانوں کا بہے گا۔ کہانی پرانی ہے: شمالی مالی میں نفاذِ شریعت، افغانستان کے برابر علاقے میں امن و آشتی کا دور دورہ ہوگیا۔ جس کے نتیجے میں سمندر پار فرانس کو ویسے ہی دورے پڑنے لگے جیسے امریکہ کو طالبان/خلافت فوبیا سے پڑے تھے۔ گونگے کا گڑ کھا کر (کشمیر، غزہ میں) چپکی پڑے رہنے والی سلامتی کونسل ہڑ بڑا کر اٹھی، قرار دادیں پاس ہوئیں۔ مالی حکومت تو 'انتہا پسندوں' سے مذاکرات پر رضا مند تھی۔ مگر قومی مصالحت کو سوات، وزیرستان سٹائل فرانس نے سبوتاژ کر کے حملہ کر دیا۔ افغانستان سے سر پر پیر رکھ کر بھاگنے والا فرانس مالی میں سینگ پھنسا بیٹھا ہے۔ افغانستان ہی کی طرح مجاہدین پہاڑوں میں روپوش ہو گئے ہیں۔ وقتی طور پر مالی کے لبرل سیکولر، 2001ء کے کابل کی طرح استعماری فاتحین کے ساتھ خوشیاں منا رہے ہیں! تاہم اب افریقہ میں ایک نئی دلدل ان استعماری طاقتوں کے لیے تیار ہے۔ تابوتوں کا کاروبار شروع ہونے کو ہے۔ عالمی منظر نامہ ایک امت کی بحالی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ بلاشبہ بے حد وحساب قربانیوں کے ساتھ۔ نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر۔ مغرب کا بھیانک خواب یہ امر ہے کہ عراق، شام، صومالیہ، یمن، لیبیا، موریطانیہ، نائیجریا، مالی تا الجیریا، سرحدیں مسلم ممالک کے مابین بے معنی ہو رہی ہیں۔ کیا ہم استعمار کے گماشتوں ہی کے پھیر میں رہیں گے؟ اقبالؒ کے خوابوں کی سرزمین، ایٹمی پاکستان سے بھی کیا روما کی سلطنت کو الٹ دینے والا کوئی شیر، قدسیوں کو اپنے قدموں کی آہٹ کا پتہ دے رہا ہے؟ حکمرانی اسی کو بچے گی جو پہلے ملک کو آزاد کروائے!

علاج آتشِ رومی کے سوز میں ہے ترا
تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں

☆☆☆☆☆

داعی رجوع القرآن و بانی تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

کے شہرہ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل

بیان القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

حصہ اول	سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرہ
حصہ دوم	سورۃ آل عمران تا سورۃ المائدہ

کا

پشتو ترجمہ چھپ کر آ گیا ہے

ملنے کے پتے:

☆ انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا پشاور، A-18، ناصر مینشن، ریلوے روڈ نمبر 2، شعبہ بازار پشاور۔ فون 091-2214495

☆ قرآن اکیڈمی، حلیم بینکویٹ ہال، جی ٹی روڈ، نشتر آباد پشاور۔ فون 091-2584824

☆ تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، سعد اللہ جان کالونی عقب ایڈمور پمپ، نزد سرصاحبزادہ پبلک ہائی سکول، جی ٹی روڈ پشاور۔ فون 091-2262902

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

"مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور" میں

نقباء تربیتی کورس (نئے متوقع نقباء کے لیے)

1 تا 3 مارچ 2013ء (بروز جمعہ نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر تک)

اور

"قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی" میں

مبتدی وملتزم تربیتی کورس

2 تا 8 مارچ 2013ء (بروز ہفتہ نمازِ عصر تا بروز جمعہ نمازِ جمعہ تک)

اور

"قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی" میں

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

8 تا 10 مارچ 2013ء (بروز جمعہ نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر تک)

منعقد ہو رہی ہیں، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

مالی میں مسلمانوں کا قتل عام

خلافت فورم میں فکر انگیز مکالمہ

مہمانانِ گرامی: بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ، ایوب بیگ مرزا

میزبان: وسیم احمد

سوال: فرانس نے اپنے سابقہ نوآبادیاتی ملک کے مختلف گروہوں کو مذاکرات کی میز پر بٹھانے کی بجائے مالی پر قبضے اور لڑائی کا آپشن کیوں اختیار کیا؟

ایوب بیگ مرزا: مالی براعظم افریقہ میں رقبہ کے لحاظ سے 7ویں نمبر پر ہے۔ مالی کے شمال میں الجزائر، مشرق میں نائیجریا جنوب میں ایوری کوسٹ، مغرب میں سینیگال اور موریطانیہ اور جنوب مغرب میں گنی واقع ہے۔ یہ مسلم اکثریتی ملک ہے۔ یہاں پر 90% مسلمان جبکہ 1 فیصد عیسائی اور 9 فیصد مختلف مذاہب کے ماننے والے آباد ہیں۔ فرانس نے 1893ء میں مالی پر قبضہ کرلیا تھا۔ 19ویں صدی کے آغاز میں جب یورپ کی مختلف اقوام نے یورپ سے نکل کر دُنیا میں اپنے نوآبادیاتی نظام کی بنیاد رکھی تھی، اُسی دور میں فرانس نے مالی پر قبضہ کیا تھا۔ بظاہر تو مالی نے 1960ء میں فرانس سے آزادی حاصل کرلی تھی اور مالی کو اقوام متحدہ کا باقاعدہ رکن بھی تسلیم کیا جا چکا ہے، لیکن مالی کی یہ آزادی برائے نام ہی ثابت ہوئی۔ کیونکہ فرانس نے بعد میں بھی مالی پر اپنا اثر ورسوخ قائم رکھا۔ مالی میں فاسفیٹ، یورینیم اور سونے جیسی معدنیات کے وسیع ذخائر ہیں مگر اس کے باوجود یہ ملک غریب ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ملک LockLand ہے۔ شمال میں تھوڑی بہت کھیتی باڑی ہوتی ہے لیکن زرعی پیداوار ملک کی ضروریات کے لیے ناکافی ہے۔ معدنیات کے وسیع ذخائر زیرزمین موجود ہیں، مگر انہیں باہر نکالنے کے لیے مالی کے پاس وسائل یا جدید ٹیکنالوجی نہیں ہے۔ فرانس سے آزادی حاصل کرنے کے بعد بھی مالی میں 6000 ہزار فرانسیسی باشندے اور 1400 فوجی موجود رہے۔ یہ ہزار فرانسیسی مالی کی معدنیات پر سانپ بن کر بیٹھے ہیں۔ ان ہی بیش بہا معدنیات کی وجہ سے فرانس مالی سے مکمل طور پر بے دخل نہیں ہوا۔ موجودہ بحران میں فرانس نے مالی میں اپنی افواج داخل کردی ہیں، جس کی وجہ سے مالی میں باقاعدہ جنگ کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ معدنی دولت کے علاوہ ایک اور سبب سے بھی مالی آج تک مکمل آزادی حاصل نہیں کرپایا اور وہ یہ ہے کہ امریکہ اور اُس کے یورپی اتحادی ممالک چین کو افریقی ممالک سے دور رکھنا چاہتے ہیں، لیکن اِن ممالک کی لاکھ کوششوں کے باوجود چین سرمایہ کاری کے لحاظ سے کئی افریقی ممالک میں چھا چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرانس اور دوسرے نیٹو ممالک افریقہ میں وسائل پر اپنا قبضہ مضبوط سے مضبوط کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا یہ صرف اور صرف وسائل کی جنگ ہے۔

سوال: مالی کے شمالی علاقے اور فرانس کے درمیان کیا تنازعہ ہے، جس کی وجہ سے فرانس نے اپنی افواج مالی میں داخل کر دی ہیں۔ نتیجتاً ہزاروں مسلمان لقمۂ اجل بن چکے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: درحقیقت یورپ کے نوآبادیاتی دور میں یورپی ممالک نئی معاشی منڈیوں کی تلاش میں نکلتے تھے، کیونکہ اس وقت یورپ کی معاشی حالت بہت مضبوط نہیں تھی۔ بہرحال یورپی ممالک اُس وقت جدید ہتھیار (جن میں بندوقیں اور پستول وغیرہ شامل تھے) اُن ممالک میں لے کر گئے جبکہ وہاں یہ اسلحہ مفقود تھا۔ یورپ نے اُس وقت یہ اسلحہ ایجاد کرلیا تھا مگر ایشیا اور افریقی ممالک میں یہ نہیں تھا۔ چنانچہ یورپی ممالک ایشیائی اور افریقی ممالک پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ جس سے اِن ممالک کو نہ صرف نئی معاشی منڈیاں مل گئیں بلکہ یہ اُن ممالک سے خام مال بھی لوٹ کر اپنے ممالک لے جاتے رہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد دُنیا میں آزادی کی لہر اُٹھی تو اِن یورپی ممالک نے مجبوراً مفتوحہ ممالک کو آزادی دے دی، مگر اس کے بعد بھی اُن ممالک پر اپنا تسلط کسی نہ کسی طرح قائم کیے رکھا۔ دوسری جنگ عظیم میں صرف برطانیہ نے اپنی معاشی حالت کے پیش نظر امریکہ سے مدد لی تھی، جبکہ باقی تمام یورپی ممالک نے اپنے ملکی معاملات میں امریکہ کو کم ہی مداخلت کا موقع دیا۔ مالی میں سونے کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق براعظم افریقہ سونے کے ذخائر کے لحاظ سے پوری دُنیا میں تیسرے نمبر پر آتا ہے۔ اسی طرح مالی میں یورینیم وافر مقدار میں ہے۔ فرانس کے ایٹمی ریکٹر مالی سے حاصل ہونے والی یورینیم سے ہی چلتے ہیں۔ یورینیم کے یہ ذخائر چونکہ مالی کے شمالی علاقے میں پائے جاتے ہیں، جہاں اسلام پسند تنظیم انصار الدین نے کنٹرول مضبوط کرلیا تھا۔ یہ شمالی علاقہ جس پر اسلام پسند تنظیم انصار الدین نے اپنا قبضہ مضبوط کیا، وہ فرانس کے زیر تسلط علاقے سے بہت بڑا ہے۔ اور اب ان اسلام پسندوں کی پیش قدمی کسی وقت مالی کے دارالحکومت کی جانب ہو سکتی تھی۔ لہٰذا فرانس کو اپنے مفادات پر ضرب لگتی ہوئی محسوس ہوئی، جس کے پیش نظر فرانس نے وہاں براہِ راست فضائی حملے کرنا شروع کر دیئے۔ اس کے علاوہ اس جنگ میں امریکہ نے بھی اپنے C-17 اور 30 C-1 طیارے بھی فرنچ آرمی کی مدد کرنے کے لیے جھونک دیئے ہیں۔ یورپی اور مغربی ممالک اپنے مفادات کے لیے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اس جنگ کا ایک اور پس منظر بھی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران بھی جو 5 سال جاری رہی تھی مغربی و یورپی ممالک کی اسلحہ سازی فیکٹریاں چلتی رہی تھیں۔ مغرب میں سرمایہ دارانہ معاشی نظام ہے۔ چونکہ سرمایہ دارانہ معاشی نظام میں حکومت کا عمل دخل کم ہوتا ہے، لہٰذا پرائیویٹ کاروباری اداروں کو جہاں سے مالی فائدہ حاصل ہوتا ہے، وہ وہاں اپنا کاروبار کسی بھی صورت بند نہیں کرتے۔ درحقیقت یہ ملٹری بینکنگ کمپلیکس ہے کیونکہ سرمایہ داری نظام میں بینک ہی حکومتوں کو اسلحہ کی صنعت کے لیے قرضہ فراہم کرتے ہیں۔ جس کے تحت ہر ملک اسلحہ سازی اور طیارہ سازی کے لیے یہ قرضہ استعمال کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دُنیا میں یہ سارا فساد صیہونی یہودیوں کے ہاتھوں ہی برپا ہے۔ اِن صیہونیوں کا بابائے آدم جرمن یہودی روتھ شیلڈ تھا، جس کا یہ کہنا تھا کہ ”دنیا میں سب سے منافع بخش کاروبار جنگ ہے“۔ اس وقت امریکہ اور مغربی ممالک کی تمام کی تمام سرمایہ کاری جنگی سامان پر ہی ہے، لہٰذا یہ مغربی ممالک کیسے چاہیں گے کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ چنانچہ دنیا میں کہیں بھی لڑائی شروع ہوتی ہے تو صیہونی اور یہودی مغربی مافیا آگ پر تیل چھڑکتا ہے اور بجائے اِس کے کہ

اُس جھگڑے کو مذاکرات کی میز پر حل کروائیں، اُسے مزید بڑھاوا دے کر جنگ میں تبدیل کروا دیا جاتا ہے، تاکہ اس مافیا کی اسلحہ ساز صنعت چلتی رہے۔

سوال: مالی میں اپریل 2012ء میں عام انتخابات منعقد ہو رہے تھے۔ ایک ماہ پہلے جونیئر فوجی نے تختہ اُلٹ دیا ہے۔ کیا مغربی قوتوں کو ایک مخالف حکومت کی توقع تھی؟

ایوب بیگ مرزا: اہل مغرب آئے روز جمہوریت کے راگ الاپتے رہتے ہیں مگر اُن کے یہ تمام کے تمام دعوے جھوٹ اور منافقت کا پلندہ ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ اپنے مفادات کے لیے جمہوریت کے بھی دشمن بن جاتے ہیں۔ مالی میں احمدی طورانی صدر تھے۔ وہ دو دفعہ مالی کے صدر بن چکے تھے۔ لہٰذا مالی کے آئین کے مطابق وہ تیسری بار صدر نہیں بن سکتے تھے۔ لیکن امریکہ اور اُس کے یورپی گماشتے یہ ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ اب کوئی ایسا صدر آ جائے جو ان کے مفادات کے آگے دیوار بن جائے۔ لہٰذا مارچ میں ایک فوجی کیپٹن احمد وسنو کو نے حکومت کا تختہ اُلٹ دیا۔ احمد وسنو کو نے اپنے سینئر فوجی افسروں کو بھی ختم کر دیا۔ پھر قومی اسمبلی کے اسپیکر کو مالی کا صدر بنا دیا گیا۔ اسی طرح وزیر اعظم امریکی خلائی ادارے ناسا (Nasa) کے سابق ملازم کو بنا دیا گیا۔ حکومت کا تختہ اُلٹنے والا یہ کیپٹن کئی مرتبہ امریکہ ٹریننگ کے لئے جا چکا ہے۔ اس لیے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ اس کی پشت پناہی امریکہ کر رہا تھا لیکن اس سارے ڈراما کو مالی کے طوارق قبیلے نے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں وہاں بغاوت ہوگئی۔ انہیں شمال میں اسلام پسندوں کی حمایت بھی حاصل ہوگئی۔ لہٰذا اُس بغاوت کو کچلنے کے لیے امریکہ نے فرانس کی مدد سے مالی پر چڑھائی کر دی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ایسا ہی واقعہ الجزائر میں بھی ہو چکا ہے۔ جب الجزائر میں 1993ء کے انتخابات کے ذریعہ ایک اسلامی جماعت اسلامک سالویشن فرنٹ برسرِ اقتدار آنے لگی تو عین انتخابات کے موقع پر حکومت کا تختہ اُلٹ دیا گیا۔ ہمارے ملک کے سیکولر طبقہ پر یہ واضح ہو جانا چاہیے کہ مغرب کا جمہوری نعرہ صرف اور صرف اپنے مفادات کی حد تک ہے۔ یوں امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کے سامنے دو اہداف آ گئے: ایک طوارق قبیلے کی بغاوت کو کچلنا اور دوسرا اسلام پسندوں کا صفایا کرنا۔ پس فرانس اس بغاوت کو اپنے مفادات کے پیشِ نظر کچلنا چاہتا ہے۔

سوال: مغرب میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے، جس کی وجہ سے صلیبی اور صہیونی قوتیں اسلاموفوبیا کا شکار ہو چکی ہیں۔ کیا فرانس کا مالی پر حملہ بھی اسلاموفوبیا کا شاخسانہ ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: جی ہاں، درحقیقت نائن الیون کے بعد عوام الناس کے اندر اسلام کو جاننے کی لہر پیدا ہوئی۔ اس سے جہاں لوگوں کو مطالعہ قرآن اور اسلام کو سمجھنے کا موقع ملا وہاں مغربی ممالک میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے اسلام قبول بھی کیا۔ لیکن اسلاموفوبیا کی اصل وجہ لوگوں کے قبول اسلام کی بجائے یہ ہے کہ روس کے ٹوٹنے کے بعد عالمی حکومت کے قیام میں اسلام حائل نظر آتا تھا۔ لہٰذا اسلام دشمنی کی بڑی وجہ اسلامی تہذیب بنی۔ اسلام نیشن اسٹیٹ کے نظریہ کے برعکس ایک امت کا نام ہے، لیکن مغربی ممالک اپنے نو آبادیاتی نظام کے دوران مسلمان ممالک میں ایسا طبقہ پیدا کر گئے تھے جو ذہنی طور پر بُری طرح اُن سے مرعوب تھا تاکہ اس کے ذریعے آئندہ اپنے مفادات کا تحفظ کیا جا سکے۔ جن لوگوں نے مغرب کے رنگ ڈھنگ اختیار کیے وہ اُن کے چہیتے ہو گئے لیکن اکثریت ان مسلمانوں کی تھی جو اسلام کی چھتری کے نیچے اپنی زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ لہٰذا اس طبقہ سے مغرب کو ہمیشہ خطرہ رہا ہے، جیسے فرعون کو حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ سے خطرہ تھا۔ مغرب اسلام کو اپنے سودی بینکاری نظام اور مادر پدر آزاد معاشرے کے لیے بھی خطرہ تصور کرتا ہے، کیونکہ اسلام اِن چیزوں کو کسی صورت برداشت نہیں کرتا۔ لہٰذا یہ طاغوتی طاقتیں جہاں یہ دیکھتی ہیں کہ اسلام کا نام لیا جا رہا ہے، اور اسلامی نظام قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، پوری قوت کے ساتھ اُس ملک پر حملہ آور ہو جاتی ہیں۔ مالی میں بھی ان مغربی طاقتوں کو اسلام اپنے مفادات کے آڑے آتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ انصار الدین کا مطالبہ ہے کہ مالی میں شریعت کا نفاذ ہونا چاہیے۔ اسی لیے امریکہ نے مالی میں ڈرون حملے بھی شروع کر دیئے ہیں۔ مالی کی جغرافیائی سرحدیں لیبیا اور الجزائر سے ملتی ہیں۔ لہٰذا مجاہدین کو جدید اسلحہ اسلامی ممالک سے آ رہا ہے۔ شروع میں فرانس کا یہ خیال تھا کہ مالی کے مجاہدین کے پاس عام ہتھیار ہوں گے لیکن اب یہ خبر آئی ہے کہ فرانس وہاں سے اب واپسی کا اِرادہ کر رہا ہے، کیونکہ مجاہدین ان طاغوتی افواج کے لیے لوہے کا چنا ثابت ہو رہے ہیں۔

سوال: کیا القاعدہ مالی کی اسلام پسند جماعت ''انصار الدین'' کی معاونت کر رہی ہے یا یہ مجاہدین کے خلاف ایکشن کرنے کا بہانہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: طوارق قبیلے نے جب بغاوت کی تو انصار الدین جماعت کے لیڈر آیاد غالی نے (جو شروع میں اسلام پسند نہیں تھے) طوارق کی بغاوت کو کچلنے میں حکومت کا مکمل ساتھ دیا تھا۔ جب طوارق قبیلے نے بہت سے غیر ملکیوں کو اغوا کیا تھا تو حکومت کی جانب سے مذاکرات کرنے پر آیاد غالی نے مڈل مین کا کردار ادا کیا تھا اور حکومت سے تاوان لے کر طوارق قبیلے سے اغوا شدہ غیر ملکیوں کو آزاد کروایا تھا۔ پھر آیاد غالی اچانک سعودی عرب چلے گئے، جہاں ان کی ملاقات تبلیغی جماعت کے کچھ لوگوں سے ہوئی۔ وہاں سے اِن کے ذہن نے پلٹا کھایا اور یہ اسلام پسند گروپ میں شامل ہو کر ایک جہادی کی حیثیت سے منظر عام پر آئے۔ شروع میں انہوں نے انصار الدین جماعت کی بنیاد ڈالی، جو قوم پرست گروپوں کے ساتھ مل کر مغرب کے گماشتوں کے خلاف چھاپہ مار کارروائیاں کرتی تھی مگر بعد میں اسلامی جماعت انصار الدین تمام گروپوں پر چھا گئی۔ عین ممکن ہے کہ گوریلا جنگ کے اعلان کے بعد انصار الدین جماعت کا القاعدہ سے رابطہ ہوا ہو، اور القاعدہ انصار الدین کے مجاہدین کو گوریلا جنگ کی باقاعدہ تربیت بھی دے۔ لیکن ایک اہم بات یاد رکھنے کی ہے اور وہ یہ کہ مغرب جمہوریت کی طرح القاعدہ نام کو بھی اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتا ہے۔ جس ملک میں مغرب نے ظلم و ستم اور قتل و غارت کا بازار گرم کرنا ہوتا ہے پہلے یہ ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ فلاں ملک میں القاعدہ تنظیم کے اڈے قائم ہیں۔ امریکی و یورپی طاقتوں نے ظلم کا بازار اسی بنیاد پر گرم رکھا ہوا ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ مسلم ممالک کے وسائل لوٹے جائیں اور بنیاد پرست مسلمانوں کا صفایا کیا جائے۔ لیکن مجھے پختہ یقین ہے کہ ان شاءاللہ افغانستان کے مجاہدین کی طرح مالی کے مجاہدین بھی اِن طاغوتی طاقتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور عنقریب یہ تمام لوگ وہاں سے دُم دبا کر بھاگیں گے۔

سوال: امریکی نائب صدر جو بائیڈن نے کہا ہے کہ مالی میں مداخلت کا فیصلہ کن اقدام نہ صرف فرانس بلکہ امریکہ کے بھی مفاد میں تھا۔ یہ بتائیے کہ مالی میں امریکہ اور فرانس کے کیا مفادات ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: امریکہ کی یہ خواہش تھی کہ وہ براہِ راست مالی پر حملہ کرے۔ پچھلے سال مالی میں ہونے والی بغاوت بھی امریکی سازشوں کا شاخسانہ تھی۔ معاشی نقطۂ نظر سے مالی کی دولت پر امریکہ کی رال ایسے ہی ٹپک رہی تھی جیسے دوسرے ملکوں کی ٹپک رہی ہے۔ لیکن اب امریکہ کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنی فوجیں براہِ راست مزید کسی ملک میں نہیں اُتار

سکتا۔ لہٰذا مجبور ہو کر اُس نے فرانس کو حملے کی اجازت دی، اسلام مخالف ایجنڈے میں یہ تمام ممالک ایک ہیں۔ اسی لیے امریکہ نے فرانس کی افواج اور فوجی مشینری کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے اپنے C-17 طیارے بھی فراہم کیے جو فرانس کی مدد کر رہے ہیں۔

سوال: فرانس نے مالی کے صدر کی درخواست پر فوجیں بھیجی ہیں۔ اور وہاں فرانس کی فوجی مداخلت کی حمایت جاری ہے۔ آج کل وہاں فرانس کے پرچم بڑی تعداد میں فروخت ہو رہے ہیں۔ مالی کے دورہ پر فرانس کے صدر کو اونٹ کا تحفہ بھی دیا گیا ہے۔ کیا مالی کے عوام ملک میں اسلام کا نفاذ نہیں چاہتے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جن ملکوں پر یورپی نوآبادیاتی نظام کے تحت حکومتیں قائم تھیں، اُن ملکوں سے جاتے ہوئے یورپی ممالک ایسے گروپس پیدا کر کے گئے تھے جو اُن کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے، لیکن اُن ممالک کی اکثریت ہمیشہ سے اسلام پسند رہی ہے۔ لہٰذا مالی کے اگر کسی شہر میں فرانسیسی جھنڈے فروخت ہوئے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پورے ملک میں دھڑا دھڑ فرانسیسی جھنڈے بکے ہیں۔ مالی میں عوام کی اکثریت مجاہدین کے ساتھ ہے۔

سوال: مالی کے اسلام پسندوں نے حکومت فرانس کو خبردار کیا ہے کہ مالی فرانس کے لیے افغانستان ثابت ہوگا۔ کیا مالی کے مجاہدین میں فرانس کے خلاف طویل جنگ کرنے کی ہمت اور وسائل موجود ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ اور یورپی اقوام جیسی ظالم وحشی اور انسانیت دشمن کوئی قوم تاریخ میں نہیں گزری ہوگی۔ امریکہ کو دنیا میں سپر طاقت بنے صرف 70 سال ہوئے اور سپریم طاقت بنے 25 سال گزرے ہیں۔ اس عرصہ میں جتنے بے گناہ انسانوں کو امریکہ اور یورپی ممالک نے ہلاک کیا ہے، آج تک کسی دوسری سپر طاقت نے نہیں کیا ہوگا۔ ہمارا سیکولر طبقہ اور سیکولر میڈیا جس قوم کو انتہائی مہذب گردانتا ہے، اُس کا وجود انسانی خون سے لتھڑا ہوا ہے۔ امریکہ اور اُس کے یہ یورپی گماشتے ازل سے انسانیت کے دشمن ہیں۔ بظاہر یہ اقوام اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقلد گردانتی ہیں۔ لیکن حقیقت میں اُن کی تعلیمات سے کوسوں دور ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم تو یہ تھی کہ اگر کوئی تمہارے ایک رخسار پر تھپڑ مارے تو تم دوسرا رخسار بھی اُس کے آگے کر دو۔ لیکن یہ لوگ دُنیا کی ظالم ترین قوم بنے ہوئے ہیں۔ یہ انسانیت پر دوطرفہ ظلم کر رہے ہیں۔ ایک تو اقتصادی حوالے سے کہ انہوں نے پوری دنیا میں ظالمانہ سودی نظام کو رائج کیا ہوا ہے۔ دوسرا ٹیکنالوجی کے میدان میں کہ اِسے لوگوں کی بقا کی بجائے انسانیت کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ مثلاً اپنے مالی فائدے کے لیے دنیا میں جنگوں کا بازار گرم کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے لوگوں کو اب سمجھ جانا چاہیے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو بہت مہذب کہتے ہیں، اُن کے اصل چہرے انسانی خون سے تر ہیں۔ ایک طرف وہ جانوروں اور درندوں کے تحفظ کی تنظیمیں بناتے ہیں تو دوسری طرف انسانی زندگیوں کے چراغ گل کر رہے ہیں۔ یہی کام ان قوموں نے افغانستان اور عراق میں کیا اور اب مالی میں کر رہے ہیں۔ علامہ اقبال نے کہا تھا۔

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر!

امریکہ جو افغانستان کے پہاڑوں میں پھنسا ہوا ہے اب اس کی راہ پر چلتے ہوئے فرانس صحراؤں میں پھنسے گا، ان شاء اللہ۔ مالی کا زیادہ تر رقبہ صحرا پر مشتمل ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ فرانس اور اُس کے اتحادیوں کو بالآخر عبرت ناک شکست ہوگی، ان شاء اللہ۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی گوجر خان کے مبتدی رفیق راجہ شیراز حسین کی والدہ وفات پا گئیں۔
☆ تنظیم اسلامی نیو ملتان کے رفیق ڈاکٹر محمد افضل بلوچ کی اہلیہ انتقال کر گئیں
☆ ادارہ قرآن اکیڈمی شعبہ مطبوعات کے پروف ریڈر مرتضیٰ احمد اعوان کے چچازاد بھائی نعیم خان انتقال کر گئے
☆ ادارہ قرآن اکیڈمی کے خزانچی جناب اشرف بیگ کے بھائی وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ رفقاء و احباب سے بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 31 سال، قد 5.2، تعلیم بی ایس سی، ایم اے، مونٹیسوری ڈپلومہ، قرآن فہمی کورس کے لئے 35 سال تک کے عمر کے برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ کراچی کے رہائش پذیر حضرات کے والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0345-2738870

☆ پشاور شہر کی رہائشی، ہندکو سپیکنگ، اعوان فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم میٹرک، رنگت گندمی سفید، درمیانہ قد، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لئے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ پشاور کے رہائشی، رفیق تنظیم کو ترجیح دی جائے گی۔ صرف والدین رابطہ کریں۔
برائے رابطہ: 0304-9022090 0334-9022090

☆ لاہور میں رہائش پذیر مغل فیملی کو اپنی خوبصورت خوب سیرت بیٹی، عمر 25 سال، قد 5.4، تعلیم ڈاکٹر آف فارمیسی ایم فل (جاری) کے لئے دینی مزاج کے حامل ڈاکٹر/انجینئر/ اعلیٰ تعلیم یافتہ برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0300-4184569

☆ مغل پٹھان فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، ایم فل جاری، کے لئے دینی مزاج کے حامل، برسر روزگار، اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ صرف لاہور کے رہائش پذیر حضرات کے والدین رابطہ کریں۔
برائے رابطہ: 0322-4207684

☆ لاہور میں رہائش پذیر مرد، عمر 58 سال، (بیوی انتقال کر گئی ہیں، اولاد شادی شدہ ہے، ذاتی بزنس) کے لئے 40 تا 50 سالہ خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کی رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔ برائے رابطہ: 0300-4184569

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی دو بیٹیوں، عمر 30 سال، ایم اے ایجوکیشن اور عمر 28 سال، ایم ایس سی کیمسٹری کے لئے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0333-4319239

☆ لاہور میں رہائش پذیر کھوکھر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 28 سال، کیمیکل انجینئر، ایم ایس اور بیٹی، عمر 24 سال، آرکیٹیک کے لئے دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ، ہم پلہ رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: (042)35118374

☆ لاہور میں رہائش پذیر خاتون، عمر 29 سال، تعلیم میٹرک، بیوہ (دو بچیاں، 5 سال، 6 سال) کے لئے دینی مزاج کا حامل، موزوں رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: (042)35882490

جدا ہو دیں سیاست سے تو......

انصار عباسی

اگر آپ اسلام کو بُرا بھلا کہیں اور اسلامی شعائر کا مذاق اڑائیں۔ اگر آپ پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اگر آپ اس ملک کی نظریاتی اساس کو رد کر کے پاکستان ہندوستان بھائی بھائی کا نعرہ لگائیں اور اگر آپ پاکستان کی فوج کو گالیاں دیں اور ایک نئے ٹرینڈ کے مطابق پاکستان کی آزاد عدلیہ کو بھی لتاڑیں تو دنیا بھر میں آپ کی واہ واہ ہوگی۔ بہتر سے بہترین انٹرنیشنل ایوارڈز سے آپ کو نوازا جائے گا اور پاکستان میں رہنے والا ایک مخصوص لبرل اور سیکولر طبقہ آپ کو ہیرو کی طرح دنیا بھر کے سامنے پیش کرے گا۔ کوئی اگر ان کی اسلام دشمنی، پاکستان دشمنی یا فوج اور عدلیہ کے متعلق ہرزہ سرائی پر بات کرے تو ایک دم پھدک کر چیخنے لگتے ہیں کہ اعتراض کرنے والوں نے تو اُن کی جان کو خطرے میں ڈال دیا۔ خود تو پاکستان کو توڑنے تک کی عالمی کوششوں کا حصہ بن جائیں گے مگر اُن کی اس ضمیر فروشی پر کوئی بات کرے تو کہتے ہیں ظلم ہوگیا۔ اسلام کو بدنام کریں گے مگر جب کوئی اسلام کا حوالہ دے کر اُن کو غلط ثابت کرے تو کہتے ہیں کہ اسلام پر بات نہ کریں۔ اپنی نام نہاد روشن خیالی اور مغرب کی بے حیائی کو ترقی تصور کرنے والے اسلام کو ریاستی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی امور سے الگ تھلگ رکھنے کا ہمیں سبق پڑھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ سیاست میں اسلام کو مت لائیں...... معیشت کو اُس انداز میں چلائیں جیسے آج کی ترقی یافتہ دنیا چلا رہی ہے جس میں سود ایک بنیادی جز ہے...... ریاست سے مذہب کا کیا تعلق...... اور نجانے کیا کچھ کہا جاتا ہے۔ گویا اسلام سے شرمندہ شرمندہ رہنے والا یہ طبقہ ہم سے توقع کرتا ہے کہ ہم اللہ اور اس کے نبی ﷺ کی بات کو چھوڑ دیں۔ یہ ہم سے یہ بھی توقع کرتے ہیں کہ ہم آئین پاکستان کو بھی تسلیم نہ کریں۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور ہر شعبہ ہائے زندگی بشمول ریاستی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی امور کے بارے میں باقاعدہ اصول فراہم کرتا ہے، مگر ہمیں یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ ہم مذہب کو اپنی اپنی ذاتی زندگیوں تک محدود رکھیں۔ بقول علامہ اقبال

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

قرآن کے مطابق جو اللہ کے قانون کے تحت فیصلہ نہیں کرتے، وہی ظالم ہیں......وہی فاسق ہیں......وہی کافر ہیں۔ قرآن پاک میں سود کا کاروبار کرنے والوں کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ایسا کر کے اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں اور یہ بھی کہ سود خور قیامت کے دن ایسے اُٹھایا جائے گا کہ جیسے شیطان نے اُسے چھو کر باولا کر دیا ہو۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قصاص میں زندگی ہے (یعنی خون کے بدلے خون) مگر ہمیں سبق پڑھایا جارہا ہے کہ موت کی سزا کو ختم کر دیا جائے، کیونکہ یہی نام نہاد تہذیب یافتہ دنیا کا رواج ہے۔ ہم سے توقع اس بات کی بھی کی جا رہی ہے کہ ہم اللہ اور نبی ﷺ کے قوانین کو (معاذ اللہ) رد کر کے ظالم ہو جائیں، فاسق ہو جائیں اور کافر ہو جائیں اور اس حد تک چلے جائیں کہ (معاذ اللہ) ہم اپنے رب اور رسول ﷺ سے جنگ کرنے پر اتر آئیں۔

اگر ہم سیاست، ریاست، معیشت یا معاشرت سے اسلام کو الگ کر دیں گے تو پھر ہم مسلمان کیسے رہ سکتے ہیں۔ یہ بات انتہائی قابل افسوس ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والے اسلامی جمہوریہ پاکستان، جس کا آئین قرآن اور سنت رسول ﷺ کو تمام ریاستی معاملات میں بنیاد تسلیم کرتا ہے، کی معیشت کی بنیاد سود کی لعنت پر آج بھی قائم ہے اور اس مسئلہ میں کوئی ریاستی ادارہ، کوئی سیاستدان، کوئی آئینی عہدیدار، کوئی حکمران، کوئی جج، کوئی جنرل کچھ نہیں بول رہا۔

جب سے آصف علی زرداری صدر بنے پاکستان میں صرف ایک قاتل کو پھانسی دی گئی، وہ بھی اس وجہ سے کیونکہ کہ قاتل اور مقتول کا تعلق فوج سے تھا، ورنہ ہم تو اللہ کے حکم کے برعکس مشرکوں کے حکم کے آگے جھک چکے۔ ہندوستان نے حال ہی میں پہلے اجمل قصاب کو پھانسی دی اور اب افضل گورو کو پھانسی دے کر شہید کر دیا۔ ہم ہیں کہ ہندستانی جاسوسوں اور مجرموں کو ایک ایک کر کے ہیرو بنا کر ہندوستان کے حوالے کر رہے ہیں۔ پاکستان ہندوستان کو خوش کرنے کے لیے بھارتی دہشت گرد اور کئی پاکستانیوں کے قاتل سربجیت سنگھ کی پھانسی کو عرصہ سے روکے ہوئے ہے جبکہ ہندوستان پاکستانی قیدیوں کی ایک ایک کر کے لاشیں بھیج رہا ہے۔

پاکستان کا ہمیشہ مسئلہ یہ رہا کہ اسلام کے نام پر ہم نے یہ ملک حاصل تو کر لیا اور اس کو ایک اسلامی آئین بھی دے دیا مگر اس کے باوجود ہم اُس نظام کا نفاذ نہیں کر سکے جس کا حکم ہمیں اسلام دیتا ہے۔ اسی وجہ سے پہلے یہ ملک دولخت ہوا اور آج بھی زبان اور فرقوں کی بنیاد پر بُری طرح تقسیم در تقسیم کے فتنہ کا شکار ہے۔ پاکستانی حکمرانوں کا یہ المیہ رہا کہ وہ امریکا و مغرب کے زیر اثر رہے اور اب بھارت کی غلامی کو تسلیم کرنے کے رستے پر چل رہے ہیں۔ پاکستان کی اسلامی بنیادوں کو مکمل طور پر تباہ و برباد کرنے کے لیے ریاست کی اسلامی اساس، اسلامی قوانین اور آئین کو ایک سازش کے تحت تباہ کیا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں اسلام سے شرمندہ شرمندہ رہنے والوں کی خوب پذیرائی کی جارہی ہے جبکہ ان پر اعتراض کرنے والوں کو کوسا جا رہا ہے۔ میڈیا کے ذریعے امریکا و یورپ اور بھارت سے مقابلہ کرنے کے لیے شرم و حیا کو خیر باد کہہ کر بے غیرتی اور بے شرمی کو رواج دینے کا سبق پڑھایا جارہا ہے۔ اگر ہمیں اپنی مسلمانیت اور پاکستانیت کو ان سازشوں سے بچانا ہے تو پھر اس کے لیے اسلام ہی وہ واحد راستہ ہے جس پر ہمیں فخر کے ساتھ چلنا ہے (بحوالہ روزنامہ جنگ 11 فروری 2013ء)

بھارت بالآخر تاریخ کی زد میں!

رفیق چودھری
alibrhmjk@gmail.com

یہ1947ء کے اوائل کے دن ہیں۔ تقسیم ہند کا مسودہ تیار ہو چکا ہے اور دنیا کے نقشے پر پاکستان اور بھارت کے خدوخال دو الگ الگ مملکتوں کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آچکے ہیں، صرف اعلان ہونا باقی ہے۔ گاندھی، نہرو اور دوسرے ہندو لیڈر اقوام برصغیر کو اپنے دام فریب میں گرفتار کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ اِس غرض سے ''مہا بھارت'' کو دنیا کی بڑی جمہوریت اور سیکولر سٹیٹ کے روپ میں پیش کرنے کے لیے بڑے بڑے دعوؤں کے ساتھ زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔ انہی دنوں ہندوستان میں Hindustan on the Corss Roads کے نام سے ایک کتاب شائع ہوتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہندو سوسائٹی کے ہر طبقۂ خاص و عام میں مقبول ہو جاتی ہے۔ کتاب کے مصنف پروفیسر بلراج مدھوک لکھتے ہیں:

''ہندو مسلم مسئلے کا حل فقط یہ ہے کہ یہاں کی ساری آبادی کو ''ہندوایا'' جائے۔ مراد یہ ہے کہ یہاں کے سارے باشندے اس طرح ہندوستانی بنیں کہ نام بھی غیر ہندوستانی نہ رکھیں، لباس بھی غیر ہندوستانی نہ اختیار کریں۔ انہیں چاہیے کہ اپنے ہیرو بھی ہندوستانی بہادروں کو مانیں۔ اگر ایسا ہو تو ہندو مسلم مسئلہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھر مسلمان یہاں امن اور چین سے رہ سکتے ہیں''۔

اسی پروفیسر بلراج مدھوک کا بعد میں (1990 یا 1991ء) میں ہندوستان سے ایک مضمون شائع ہوا، جسے روزنامہ ''نوائے وقت'' نے بھی شائع کیا۔ وہ اپنے مضمون کا آغاز ہندوستان میں رواداری اور مذہبی آزادی کے حوالے سے کرتا ہے اور آخر میں لکھتا ہے:

''ہندوستان مذہبوں کی دولت مشترکہ ہے۔ حال یہ ہے کہ نہ یونانی رہے، نہ ہن رہے، نہ بدھ رہے اور نہ مسلمانوں کو مسلمانوں کی طرح رہنے کا حق دیا جا رہا تھا۔ ان سے تو صرف یہ کہا جا رہا تھا کہ کہلائیں فقط ہندو، نام بھی عربی نہ رکھیں یعنی محمد، احمد، حسین، علی، خالد، طارق، محمود، عالمگیر، بشیر، نذیر وغیرہ۔ اور (اس کی بجائے) دیال، آنند، کنہیا، رام، کرشن، ارجن، چون، دھوتی پرشاد، چھیاد اس جیسے نام رکھیں اور اپنے ہیرو ارجن، بھیم، بکرماجیت، رانا پرتاب اور شیواجی کو تسلیم کریں، پھر کوئی غم نہیں، مسلمان امن سے رہ سکتے ہیں۔ بھارت تو عالی ظرف لوگوں کا وطن ہے اور نظریات و مذاہب کی دولت مشترکہ ہے''۔

پروفیسر بلراج مدھوک کی تصنیف جو ''انڈیا ازم متھ'' (غاصبانہ ہندو سوچ) پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے ہمیشہ کے لیے تاریخ کے سینے پر نقش ہو چکی ہے کا ایک ایسے وقت میں سامنے آنا جبکہ اقوام برصغیر کی قسمت کا فیصلہ ہونے جا رہا تھا، تمام اقوام کے لیے لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا تھا اور تمام اقوام کو اس غور و فکر کی کھلی دعوت تھی کہ وہ برصغیر میں بحیثیت قوم اپنی پوزیشن کا از سر نو جائزہ لیں اور ہندوستانی تاریخ میں یونانی گریگو سیرین، مورین، گریگو بیکٹرین، پارتھین، ہن، گوجر، بدھ، یوچی، کشان اقوام کے انجام سے عبرت حاصل کریں، لیکن ہمیشہ کی طرح تقسیم برصغیر کے لمحات میں بھی اقوام برصغیر انڈیا ازم متھ کے نئے جھانسوں (وحدت، متحدہ قومیت، سیکولرازم وغیرہ) میں آکر اپنی پہچان، تاریخ، تہذیب اور مذہب سے ہاتھ دھونے کے لیے تیار ہو گئیں۔ حالانکہ اس وقت بھی اللہ کا ایک خالص بندہ ایسا تھا جو تمام اقوام برصغیر کو ان سب حالات اور خدشات سے ہر زاویہ اور نقطۂ نگاہ سے آگاہ کر رہا تھا۔

''اے دینیا (برصغیر) میں بسنے والی اقوام! اس بات پر غور کرنے کا وقت آپہنچا کہ ہم جو غیر ہندی اقوام ہیں، یعنی جو مسلمانوں، دراوڑوں، اخوتوں (اچھوتوں)، عیسائیوں، سکھوں، بدھوں اور پارسیوں پر مشتمل ہیں، ہمیشہ کی طرح اب بھی ''متھ آف انڈیا ازم'' کا شکار ہیں۔ یعنی وہ متھ جو یہ سکھاتی ہے کہ انڈیا ''ایک کنٹری آف انڈینز'' ہے یعنی، یہ صرف ہندو جاتی (Hindoos Caste) کا علاقہ ہے اور یہاں صرف ہندو جاتی کا نظریہ (انڈیا ازم) ہی پنپ سکتا ہے اور یہ کہ اسے ہندو جاتی نے پروان چڑھایا، برطانیہ نے اس کی پشتہ بندی کی اور ہماری اپنی غلطیوں کی بناء پر دنیا نے بھی اس پر یقین کر لیا۔ یہ نہایت ہی بھونڈا کردار ہے جو ہندو جاتی اس وقت اپنے سب سے اوّل ماننے والے ہندو جاتی کے افراد اور پھر سب سے آخر میں فائدہ اٹھانے والے، (یعنی برٹش امپیریلسٹ) کے لیے ادا کر رہی ہے، جو اپنے دوسرے اختلافات کے باوجود، اسے دوبارہ مقدس بنانے اور اس کے مہلک عقیدے کی تبلیغ کے لیے ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں، تاکہ براعظم دینیا (جنوبی ایشیا) کے اندر ہم سب کے گلے میں جو اس نے پنجے گاڑ رکھے ہیں، انہیں قائم رکھے۔ یہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟۔ ہندو جاتی کے افراد، ایسا اس لیے کر رہے ہیں کیونکہ ان کو اس متھ کے قائم و دائم رہنے سے موقع ملتا ہے: اول، یہ کہ ہمیں وہ اپنے اندر گھلا ملا کر رکھیں، اس کے بعد یہ کہ وہ ہمیں قوموں میں تتر بتر کر دیں، اور آخر میں یہ کہ وہ ہمیں اپنی انڈین (ہندی) قومیت میں جذب کر لیں''۔ (قائد ملت۔15 مئی 1945ء)

لیکن دوسری جانب اینگلو برٹش کنڈومینیم کا سیکولرازم کا پروپیگنڈا اس قدر زوردار تھا کہ حق کی بات سنائی نہ دی گئی اور تقسیم برصغیر کے بعد محض دنیا کو دکھانے کے لیے چند بڑے مسلمان اور سکھ راہنماؤں کو نام نہاد اعلیٰ عہدوں پر بٹھا دیا گیا اور پھر ان عہدوں کی آڑ میں پورا ہندو سماج انڈیا ازم متھ کے ایجنڈے پر اس طرح عمل پیرا ہوا اور مسلم اقلیتی علاقوں میں قتل و غارت گری، لوٹ مار، عصمت دری، جلاؤ گھیراؤ، خون ریزی اور انسانیت سوز مظالم کی وہ داستانیں رقم ہوئیں کہ قدیم برہمن سامراج کی پوری تاریخ شرمندہ اور تیسری صدی عیسوی کے ظالم اور متعصب ترین گپتا حکمرانوں کی روحیں بھی سہم کر رہ گئیں۔ جبکہ ان حالات میں اقلیتی اعلیٰ عہدیداروں کی حیثیت محض ایک دکھاوا یا ڈھونگ سے زیادہ ثابت نہ ہوئی حتیٰ کہ بقول پروفیسر ہیری اینڈرسن،

مولانا ابوالکلام آزاد نے جو اس وقت نہرو کابینہ میں وزیر تعلیم کے اعلیٰ عہدے پر تھے، حیدر آباد میں مسلمانوں کے قتل عام کی تحقیقات کے لیے نہرو سے سفارش کی لیکن اس کے بعد بھی انڈین فوج کی نگرانی میں چالیس ہزار مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں یہ تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی، لیکن مولانا آزاد کے مطالبہ کے باوجود تحقیقاتی رپورٹ اب تک سامنے نہ آسکی۔

اسی طرح سکھوں، عیسائیوں، بدھ، پارسی اور دیگر اقلیتوں کے ساتھ بھی جو کچھ ہوا، وہ بھی دنیا نے دیکھا۔ 1948ء میں قائد ملت نے UNO کے سیکرٹری جنرل کو ایک خط میں ہندوستان میں مسلمانوں پر ہونے والے ظلم سے آگاہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ آج یہ ظلم مسلمانوں پر ہو رہا ہے لیکن کل کو اسی طرح سکھوں کو ختم کیا جائے گا۔ پھر دنیا نے سکھوں کا قتل عام بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور ان تمام حالات میں سکھوں، مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے اعلیٰ عہدے ان کے کسی کام نہ آسکے، محض دکھاوے کا دکھاوہ ہی رہے اور بالآخر 65 سال بعد آج ''انڈیا نزم'' کے بے قابو ہوتے ناسور نے ایسے ہی ایک (مصنوعی) ''اعلیٰ'' کردار (شاہ رخ خان) کو بھی نام نہاد سیکولر بھارت کا اصل چہرہ ساری دنیا کے سامنے بے نقاب کر دینے پر مجبور کر ڈالا۔ جس کے مطابق انڈیا میں وہ اپنے بچوں کا نام بھی اسلامی نہیں رکھ سکتے اور نہ ہی اپنے آبائی مذہب کو کھل کر اسلام کہہ سکتے ہیں۔ جس کا باقاعدہ اظہار شاہ رُخ کی آخری پریس کانفرنس بھی تھی جس میں اس نے اپنا مذہب اسلام ظاہر کرنے کی بجائے ''محبت'' ظاہر کیا۔ جبکہ یہی وہ شاہ رُخ ہیں بطور اداکار جن کا مجسمہ پوجا پاٹ کے لیے ممبئی میوزیم کی زینت بن چکا ہے، مگر اسی ہندو سماج کو شاہ رُخ بحیثیت مسلمان قطعی طور پر قبول نہیں اور اسے کہا جا رہا ہے کہ وہ پاکستان چلا جائے۔ کیا لمحۂ فکر یہ نہیں کہ جہاں بھارت کے اوّل درجہ کے شہری اور وہ بھی خاص طور پر شاہ رُخ جیسے ماڈل کردار جو ہر وقت میڈیا کی نظر میں رہتے ہیں، کے اوپر انڈیا نزم متھ کا اس قدر پریشر ہے کہ وہ اپنے آبائی مذہب کو چھپاتے پھرتے ہیں اور آزادی کے ساتھ جی نہیں سکتے، وہاں دور دراز کے علاقوں میں آباد اقلیتوں کا کیا حال ہوگا۔ کیا قائد ملتؒ نے صحیح نہیں کہا تھا؟

''اس لیے یہ کمانڈمنٹ (Commandment):

''مائنورٹی ازم'' سے بچیئے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنی اقلیت کو ہندو علاقوں میں نہیں چھوڑنا چاہیے، بے شک برٹش اور ہندو انہیں نام نہاد دستوری تحفظات ہی کیوں نہ دیں۔ کیونکہ کسی قسم کے تحفظات بھی قومیت کا نعم البدل نہیں ہو سکتے جو کہ ان کا پیدائشی حق ہے۔ اس کا مطلب ان کو پشت در پشت ڈی نیشنلائز کرنے والی ''انڈیا نزم'' کی (ہندو) طاقتوں کے دو بدو رکھنا، جس کا مقصد ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، کہ وہ ہم سب کو اپنی سوسائٹی میں جذب کر لے۔ (اس کا مطلب) اُس سانحہ کے نتائج کو بھلا دینا ہے جس سے ہماری اقلیتوں کو گزرنا پڑا، جنہیں ایسے وقت میں جو ہمارے (مسلمانوں کے) لیے آج سے زیادہ بہتر تھا اور جو گارنٹی اب ممکن ہے اس سے بہتر گارنٹی (بھی)۔ ہم نے سسلی، اٹلی، فرانس، پرتگال، سپین، آسٹریلیا اور ہنگری میں چھوڑا۔ وہ (مسلم) اقلیتیں اب کہاں ہیں؟ اس سوال کے پوچھنے پر جواب نہایت چبھتے ہوئے لہجے میں ہی مل سکتا ہے۔ ان حالات کی بناء پر ہمیں درج بالا صداقت کا ضرور خیال رکھنا چاہیے اور ''مائنورٹی ازم'' سے بچنا چاہیے۔ چونکہ یہ تاریخ کا افضل ترین سبق ہے اور اس کو بھلا دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے اس راز کو بھلا دیا ہے جس میں ہماری نجات ہے، ہمارا ڈیفنس ہے اور ملت کی حیثیت میں ہماری تقدیر پوشیدہ ہے''۔ (The Millat of Islam and the Menance of Indianism, 1942)

آج قائد ملت چوہدری رحمت علی کی برسی ہم ان حالات میں منا رہے ہیں کہ ایک طرف انڈیا نزم متھ کے ناسور نے جنوبی ایشیا کے پورے خطے کے امن و سکون کو یرغمال بنا رکھا ہے تو دوسری طرف بھارت اور کشمیر ہی نہیں بلکہ بنگلہ دیش اور پاکستان میں بھی انڈیا نزم اور اس کے پروردہ طبقاتی نظام، طاغوتی تہذیب اور اس کے مکروہ ہتھکنڈوں سے نہ کوئی شہر محفوظ ہے اور نہ کوئی گاؤں، حتیٰ کہ کسی بھی گھر کا امن و سکون اور چین اس متعصبانہ ننگی تہذیب اور اس کے چیلوں کی بدولت محفوظ نہیں۔ حالات کا تقاضا ہے کہ آج بھی ہم مرحوم قائد ملتؒ کے ہر طرح کی مصلحتوں سے پاک، اُجلے اور خالصتاً فطری اور اسلامی تقاضوں میں ڈھلے نظریات پر عمل پیرا ہو کر ان کے "Defeat the indianism myth with Islamic mission" کو آگے بڑھانے کا عزم کر لیں، کیونکہ اسی میں جنوبی ایشیا کی تمام اقوام کی خیر و بھلائی پوشیدہ ہے، اور ملت کے مشن اور اسلام (سلامتی) کا تقاضا بھی۔

❀❀❀❀❀❀❀

تازہ شمارہ
(جنوری تا مارچ 2013ء)

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم و حِکمِ قرآنی کا ترجمان

سہ ماہی حکمت قرآن لاہور

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم ــ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے کے خصوصی مضامین

حضرت شیخ الہندؒ اور اُمت کا غم ــ حافظ عاطف وحید
نماز کی تاثیر بخشش ــ پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
نبی اکرم ﷺ کے اصولِ تعلیم ــ پروفیسر غلام احمد حریری
حفاظتِ متنِ قرآن ــ پروفیسر حافظ احمد یارؒ
تحریکِ استشراق: ایک تعارف ــ ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

مستقل سلسلہ ہائے مضامین: (1) قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ (2) ترجمۂ قرآن مجید مع صرفی و نحوی تشریح (3) تعارف و تبصرہ

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 50 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون: 200 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

فرقان دانش

نام ونسب:

آپؒ کا پورا نام ابوالحسین مسلم تھا۔ ابوالحسین آپؒ کی کنیت تھی اور عساکرالدین لقب تھا۔ قبیلہ بنو قشیر سے آپؒ تعلق رکھتے تھے جو عرب کا ایک مشہور خاندان تھا اور خراسان کا مشہور شہر نیشاپور آپؒ کا وطن تھا۔

ولادت:

حضرت امام مسلمؒ 203 ہجری یا 206 ہجری میں باختلافِ اقوال پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت:

حضرت امام مسلمؒ نے والدین کی نگرانی میں بہترین تربیت حاصل کی اور اسی تربیت کا اثر تھا کہ آخر عمر تک آپؒ نے پرہیزگاری اور دینداری کی زندگی بسر کی اور کبھی کسی کو اپنی زبان سے بُرا نہ کہا۔ نہ کسی کی غیبت کی اور نہ کسی کو اپنے ہاتھ سے مارا پیٹا۔ ابتدائی تعلیم آپؒ نے نیشاپور سے حاصل کی۔

تحصیل علم حدیث:

حضرت امام مسلمؒ نے علم حدیث کی تعلیم محمد بن یحییٰ ذہلی نیشاپوریؒ اور حضرت یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوریؒ سے پائی۔ یہ دونوں حضرات اپنے زمانہ کے ائمہ حدیث تھے، اور ان کا حلقہ درس نہایت وسیع تھا۔ امام بخاریؒ بھی محمد بن یحییٰ ذہلی کے شاگرد تھے۔ ایک مرتبہ خلقِ قرآن کے مسئلہ پر امام بخاریؒ اور محمد بن یحییٰؒ میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ یہ نزاع اس قدر بڑھا کہ امام بخاریؒ کو ان کا حلقہ درس چھوڑنا پڑا۔ امام مسلمؒ نے اس اختلاف میں امام بخاریؒ کا ساتھ دیا اور آپؒ نے بھی ان کا حلقہ درس ترک کر کے وہ تمام احادیث جو امام ذہلی سے حاصل کی تھیں، انہیں واپس کردیں اور پھر ان سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

امام مسلمؒ نے اطراف وجوانب کے علاقوں میں تحصیل حدیث کے لئے سفر اختیار کیا۔ حجاز، شام، مصر، رے، یمن اور بغداد تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے محدثین کرامؒ سے احادیث کو حاصل کیا۔ ان محدثین میں امام احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ عبداللہ بن مسلمہ، محمد جمال، ابوغسال سعید بن منصور اور ابومصیبؒ نمایاں ہیں۔

صحیح مسلم کی ترتیب:

ممالک اسلامیہ کے طویل دورے کے بعد حضرت امام مسلمؒ نے چار لاکھ حدیثیں جمع وفراہم کیں، اور ان میں سے ایک لاکھ احادیث کو تکرار کے باعث ترک کیا اور تین لاکھ حدیثوں کو یکجا کیا۔ جن کی طویل عرصہ تک جانچ پڑتال کے بعد مستند و معتمد احادیث کا انتخاب کر کے صحیح مسلم کو ترتیب دیا۔ اس مجموعہ میں بارہ ہزار سے کچھ زیادہ حدیثیں شامل ہیں۔ صحیح بخاری کے بعد صحیح مسلم کو سب سے مستند کتاب مانا جاتا ہے۔ بعض محدثین کا یہ بھی خیال ہے کہ صحیح مسلم کا درجہ اگر صحیح بخاری سے بلند نہیں تو مساوی ضرور ہے۔ اسی طرح جو حدیث دونوں کتابوں میں موجود ہو اُسے ''متفق علیہ'' کہا جاتا ہے۔

صحیح مسلم دوسری حدیث کی کتابوں سے اس اعتبار سے مختلف ہے کہ اس میں کتب کو ابواب میں تقسیم نہیں کیا گیا۔ صحیح مسلم میں احادیث کی ترتیب فقہ کے تصورات کے بہت قریب ہے۔ اس مجموعہ میں اسناد پر خاص توجہ دی گئی ہے اور ایک حدیث کے بعد اکثر متعدد مختلف اسانید بھی مذکور ہیں۔ امام مسلمؒ نے اپنی تصنیف کے شروع میں علم حدیث کے متعلق ایک مقدمہ بھی لکھا ہے۔ اس تصنیف کے 54 عنوانات ہیں جو حدیث کے عام موضوعات سے متعلق ہیں۔ مثلاً اس کے عنوانات کچھ اس طرح ہیں: ارکان خمسہ، نکاح، غلامی، تبادلۂ مال، میراث، جہاد، قربانی، آداب اور رواج، انبیاء وصحابہ، قضاوقدر وغیرہ (دائرہ معارف اسلامیہ)

دوسری تصانیف:

صحیح مسلم شریف کے علاوہ امام مسلمؒ نے چند اور نہایت مفید و معتمد کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: (1) مسند کبیر (2) کتاب الاسماء والکنی (3) کتاب العلل (4) کتاب العصیان (5) کتاب مشائخ مالکؒ (6) کتاب مشائخ ثوریؒ (7) کتاب اوہام المحدثین (8) کتاب الطبقات

وفات

حضرت امام مسلمؒ کی وفات کا واقعہ تاریخ میں یوں بیان ہوا ہے کہ ایک مرتبہ مجلس مذاکرہ میں کسی نے آپؒ سے کوئی حدیث دریافت کی۔ حضرت امام مسلمؒ کو اس وقت اس حدیث کی نسبت صحیح علم نہ تھا۔ اس لئے وہ جواب نہ دے سکے اور گھر تشریف لا کر اس حدیث کو تلاش کرنے لگے۔ آپؒ حدیث کے نوشتوں (نسخوں) میں حدیث مبارکہ ڈھونڈنے کے دوران پاس پڑے کھجور کے ٹوکرے سے کھجوریں کھانے لگے۔ انہماک کے سبب زیادہ کھجوریں نوش فرمانے کے بعد آپؒ بیمار ہو گئے اور اسی عارضے میں 24 رجب 261 ہجری کو 55 سال کی عمر میں اتوار کے دن شام کے وقت خالق حقیقی سے جا ملے اور نیشاپور میں دفن ہوئے۔ (بحوالہ صحیح مسلم مترجم علامہ وحیدالزماں) ابوعلی زعونیؒ نے خواب میں آپؒ سے پوچھا کہ کیونکر نجات نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا: صحیح مسلم کے باعث مجھ کو نجات میسر ہوئی۔

☆☆☆

ابوعلی زعونیؒ نے خواب میں آپؒ سے پوچھا کہ کیونکر نجات نصیب ہوئی۔
آپؒ نے فرمایا: ''صحیح مسلم کے باعث مجھ کو نجات میسر ہوئی''

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع

مشاہدات و تاثرات

خورشید خان، مالاکنڈ

کسی بھی تحریک کے کارکنوں کی عزم وہمت بڑھانے اور اُن میں نئی روح پھونکنے کے لیے مقامی اور ملک گیر اجتماعات کا انعقاد اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ویسے تو انتخابی جماعتیں بھی گاہے بگاہے جلسے جلوسوں کا انعقاد کرتی ہیں، لیکن کسی انقلابی جماعت کے لیے اس کی اہمیت دوچند ہوتی ہے۔ ملک گیر اجتماعات سے ایک طرف ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے کارکنوں کو ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے اور افہام وتفہیم کا موقع ملتا ہے۔ ساتھی ایک دوسرے سے اپنے خیالات وتجربات کا تبادلہ کرتے ہیں، دوسری جانب کارکنوں کے ڈسپلن کی پرکھ بھی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں وہ اپنے اکابر کی فکری گفتگو سے ایک ولولۂ تازہ لے کر گھروں کو لوٹتے ہیں۔

گزشتہ دنوں بہاولپور میں تنظیم اسلامی پاکستان کا سہ روزہ اجتماع منعقد ہوا، جس میں رفقاء تنظیم اور احباب کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ امن وامان کی بگڑتی صورت حال اور شدید سردی کے باوجود ملک کے دورافتادہ علاقوں سے تنظیم کے قافلے اُمڈ آئے اور دریائے ستلج کے کنارے آ کے مرکزی اجتماع گاہ میں ڈیرہ ڈال دیا۔ اجتماع گاہ کا منظر دیدنی تھا۔ شرکاء کی سہولت کے لیے منتظمین نے تمام ممکنہ انتظامات کیے تھے۔ جابجا حلقے ترتیب دیئے گئے تھے۔ واش رومز اور وضو خانوں کا بہترین انتظام کیا گیا تھا۔ گردوغبار سے نمٹنے کے لیے وقتاً فوقتاً پانی کا چھڑکاؤ ہو رہا تھا۔ سیکیورٹی کا عمدہ بندوبست کیا گیا تھا۔ سرکاری پولیس کے چاق وچوبند دستے جگہ جگہ تعینات تھے۔ تنظیم کی اپنی سیکیورٹی کے جوان بھی ہردم چوکس تھے۔ شناخت اور سیکیورٹی کے نقطۂ نظر سے رفقاء کو تنظیم اسلامی کے بیج اپنے سینوں پر آویزاں کرنے کی ہدایت تھی۔ ہر نماز پنڈال میں باجماعت ادا کی جاتی تھی۔ نماز سے پہلے وضو کے لیے مناسب وقفہ کیا جاتا تھا۔ نماز کے فوراً بعد احادیث مبارکہ کا ایک اثر انگیز درس ہوتا۔ پورے اجتماع کے بیانات اور دروس احادیث نبویؐ سالانہ اجتماع کے مرکزی موضوع ''اعتصام باللہ'' کے گرد گھومتے تھے۔ اِسی کو مختلف زاویوں اور مختلف پیرایوں میں واضح کیا گیا۔ تقاریر ایمان افروز اور دلوں کو ہلا دینے والی تھیں۔ یوں تو ہر مقرر علم کے موتی بانٹ رہا تھا لیکن خالد شفیع صاحب کی تقریر نے تو شرکاء کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا۔ شاید ہی کوئی ایسا شخص ہوگا جس کی آنکھوں میں آنسو بھر نہ آئے ہوں۔ اللہ سب کو جزائے خیر دے۔ (آمین)

اجتماع کے عمدہ انتظامات کو دیکھ کر کوئی بھی شخص انتظامیہ کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ منتظمین کی محنت شاقہ نے محدود وسائل کے باوجود تمام تر سہولیات فراہم کر دی تھیں۔ کھانے پینے کا انتظام بڑے سلیقے سے کیا گیا تھا۔ چند منٹوں میں دسترخوان بچھتا اور ہزاروں لوگ ایک ساتھ کھانا کھا کر باری تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔

گاڑیوں کی بے جا پارکنگ پر سرکاری انتظامیہ کے اعتراض کے باعث تھوڑی سی بدنظمی ضرور پیدا ہوئی، جس کی وجہ سے اسٹیج سے بار بار ایسا نہ کرنے کے اعلانات ہوتے رہے، بلکہ بعض مواقع پر ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی صاحب کے چہرے پر خفگی کے آثار بھی ہویدا ہوئے جو اس بات کی علامت تھی کہ ہم اس نہج کے ڈسپلن کا مظاہرہ کرنے میں کامیاب نہ ہوئے جس کا ہم سے تقاضا کیا جاتا ہے کہ سنو اور مانو۔ There is not to reason why. There is but to do and die. بحیثیت مجموعی اجتماع کا ایک ایک لمحہ پُراثر اور پُرکیف تھا۔ بیانات نے شرکاء کے دلوں کو موم بنایا، اُن کے عقل وشعور کے تار چھیڑ دیئے اور اُن میں اللہ سے لو لگانے کے جذبہ کو نئی تازگی عطا کی۔

آخر میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے الوداعی خطاب ارشاد فرمایا۔ انہوں نے اعتصام باللہ پر گفتگو کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اُن اعمال کو اختیار کیا جائے جن سے تعلق مع اللہ مضبوط ہوتا ہے۔ انہوں نے حاضرین کے سوالوں کے جوابات بھی دیئے۔ محترمہ ناظمہ علیا کی طرف سے بھیجا گیا پیغام بھی پڑھ کر سنایا اور اپنی طرف سے بھی رفقاء کو جامع پیغام دیا۔ اپنے پیغام میں انہوں نے کارکنوں کو رضائے الٰہی کے حصول اور غلبۂ دین کے لیے تن من دھن کی بازی لگانے کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی اور یہ سالانہ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس موقع پر تنظیم میں نئے شامل ہونے والے رفقاء نے امیر تنظیم اسلامی کے ہاتھ پر سمع وطاعت کی بیعت کی۔ اس سے جہاں سمع وطاعت کا سبق تازہ ہوا، وہاں رفقاء کے ذہنوں میں یہ بات بھی تازہ ہوگئی کہ ایک اسلامی انقلابی جماعت کی تنظیمی اساس بیعت ہے۔ ہمیں اسلامی جماعت کے نظم کے لیے اسی اساس کو اختیار کرنا چاہیے۔

☆☆☆

معمار پاکستان نے کہا:

''اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفاکیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے، جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً کسی بادشاہ کی اطاعت ہے، نہ پارلیمنٹ کی، نہ کسی شخص اور ادارے کی۔ قرآن مجید کے احکام ہی سیاست ومعاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآن کے اصول واحکام کی حکومت ہے۔''

(کراچی، 1948ء)

nonchalant of the exploitation of their "sovereign" nation's natural resources including oil, gas, food, water, precious metals and minerals, just to name a few, by the Predating Capitalists.

There are very few that wake-up to the reality, like the OWS, and decide to get their rights back from these predators. But recent history is a witness to the fact that they either lack organization and leadership or are hijacked by infiltrated moles like The Tea-Party, thus falling short of their goal and not only remaining trapped in the same vicious circle, or worse still are inked on the hit list of covert security organizations like the NSA, CIA, FBI and MI6 or are simply "erased" by the government-controlled covert mercenaries.

Rest of the masses who have reconciled with the system, wake up in the morning, watch some TV, go to work, come back home, go to a pub or go to a place of worship, come back home, watch some more TV and by then it's bed-time. These "zombies" of the system merely follow the same routine day-in and day-out.

تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی کی شب بیداری

تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی کے زیر اہتمام 2اور 3 فروری (2013ء) کی درمیانی شب، شب بیداری پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب تلاوت قرآن پاک سے ہوا، جس کی سعادت عرفان ڈار نے حاصل کی۔ آیات کا ترجمہ احمد بلال نے بیان کیا۔ اس کے بعد عدنان احمد مغل نے نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کی روشنی میں مختصراً بیان کیا۔ موضوع تھا قرآن حکیم سے ہدایت کیسے حاصل کریں؟ اس کے بعد نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔ بعدازاں جناب عدیل بٹ نے سورۃ فاتحہ کی روشنی میں ایک جامع درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی محبت اور بندگی کا تقاضا ہر انسان کی فطرت میں موجود ہے، لیکن والدین، ماحول یا ہماری اپنی بداعمالیاں اس تقاضے کو دبا دیتی ہیں۔ محمد آصف نے حضرت موسیٰ ؑ کی قوم اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام ؓ کے کردار کی روشنی میں نظم کے تقاضوں کی مختصراً وضاحت کی اور اس کے فوائد بیان کئے۔ عدنان احمد مغل نے سیرت نبوی ﷺ کے ضمن میں نبی ﷺ کی ولادت باسعادت سے نزول وحی تک کے حالات مختصراً بیان کئے۔ اس کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔ کھانے کے بعد عفان شعیب نے سورۃ النور کی چند آیات کی روشنی میں درس دیا۔ انہوں کہا کہ اگر ہم اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے کوشاں ہوں گے تو سربلندی وکامرانی ہمارا مقدر ہوگی۔ یہ اللہ کا مسلمانوں سے وعدہ ہے۔ اس کے بعد راقم نے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کے ایک حالیہ خطاب، امریکی جنگ میں ہمارا تعاون؟ دو انتہا پسندانہ رویے کی تلخیص پیش کی۔ رات گیارہ بجے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوگیا۔ (رپورٹ: اعجاز عنصر)

امیر حلقہ پنجاب جنوبی کا دورۂ تونسہ

امیر حلقہ جنوبی پنجاب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی 3 فروری 2013ء کو نماز فجر کے بعد ملتان سے تونسہ شریف روانہ ہوئے۔ معتمد حلقہ حافظ محمد احمد، عاصم اکرام اور راقم ان کے ہمراہ تھے۔ سوا نو بجے تونسہ میں نقیب اسرہ رضا محمد گجر کے گھر پہنچے، ناشتا کیا۔ جس کے بعد ہم سب لوگ امیر حلقہ کے ہمراہ ابوالقاسم کامرس کالج گئے، جہاں ساڑھے دس بجے ان کا خطاب ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔ بعدازاں نعت رسول مقبول پیش کی گئی، اس کے بعد امیر حلقہ کو دعوت خطاب دی گئی۔ امیر حلقہ نے ماہ ربیع الاوّل کی مناسبت سے "رحمۃ للعالمین" کے عنوان سے مفصل خطاب کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رحمتہ للعالمینی کے مظاہر بے شمار ہیں، جن کا کماحقہ ادراک ہم نہیں کر سکتے۔ تاہم کچھ چیزیں بالکل نمایاں ہیں۔ حضور ﷺ خلق عظیم کا مظہراتم ہیں۔ آپؐ کی شفقت، رحمت، شرافت، رَؤفیت، ہر مخلوق خدا کے لئے ہے۔ آپؐ انسانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ چرند وپرند، پتھروں، درختوں، صحراؤں، ریگستانوں، پہاڑوں، دریاؤں، سب مخلوقات کے لئے رحمت ہی رحمت ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو مارا نہیں اور نہ کسی سے ذاتی بدلہ لیا۔ نبی اکرم ﷺ کے انسانیت پر بہت سے احسانات ہیں، جن کو شمار کرنا مشکل ہے۔ لیکن آپؐ کے بعض احسانات وہ ہیں جو بہت نمایاں ہیں۔ مثلاً آپؐ نے شرک وضلالت کے اندھیروں کو نور توحید کی شمع جلا کر ختم کیا۔ آپؐ نے مساوات انسانی کا درس دیا، اور رنگ، نسل، زبان اور علاقے کے امتیازات کو ختم کر دیا۔ اس سلسلے میں آپؐ کا خطبہ حجتہ الوداع اعلیٰ نمونہ ہے۔ آپؐ نے معاشی توازن کا اہتمام فرمایا اور صاحب ثروت لوگوں کو ترغیب دی کہ وہ اپنا مال غرباء پر خرچ کریں۔ آپؐ نے حلال وحرام کی تعلیم دی۔ عورتوں کو حقوق دلوائے۔ ان کو اعلیٰ مقام عطا کیا۔ آپؐ نے توہمات، بدشگونی، بدفالی کو ختم کیا اور نوع انسانی پر علم کا دروازہ کھولا، اور اُسے علم وتحقیق اور غور وفکر کا راستہ دکھایا۔ معاشرتی رسوم کے بوجھوں سے چھٹکارا دلایا۔ پیدائش، مرگ، شادی بیاہ کی فضول اور جاہلانہ رسوم کا خاتمہ کیا۔ آپؐ کا ایک بہت بڑا احسان یہ ہے کہ آپؐ نے معاشرے میں عدل اجتماعی کا نظام قائم کیا، اور جبر واستبداد کے نظام کو پاش پاش کیا۔ امیر حلقہ کے خطاب کے اختتام پر سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ پروگرام میں سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری نقیب اسرہ رضا محمد گجر نے ادا کی۔ عبدالکریم بزدار نے خطاب سے قبل امیر حلقہ اور تنظیم اسلامی کا مختصر تعارف کرایا۔ پروگرام میں شرکاء کی تعداد 170 کے قریب تھی، جن میں عوام الناس کے علاوہ کثیر تعداد میں اساتذہ شامل تھے۔ دوپہر کے کھانے اور نماز کے کچھ دیر بعد رفقاء تونسہ سے تعارف کا پروگرام ہوا۔ ساڑھے تین بجے کوٹ ادو روانگی ہوئی۔ جہاں مدرسہ ہاشمی (جی ٹی روڈ) میں بعد نماز مغرب متذکرہ موضوع پر خطاب ہوا۔ حاضرین کی تعداد تقریباً 90 تھی۔ بعد نماز عشاء ملتان روانگی ہوئی، اور رات ساڑھے دس بجے ہم قرآن اکیڈمی ملتان پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو قبول فرمائے۔ (آمین)

(مرتب: شوکت حسین انصاری)

Muhammad Raza-ul-Haq

Modern Wars: Mechanism of Capitalism

As the almost universal axiom goes, to trace who committed a crime and who abetted it, look for who benefitted the most . This holds true, in letter and spirit, to the multitude of wars that engulf the world today, from The Middle East to South Asia and Africa. The most recent episode of this monstrous deception is continuous aerial bombardment of the sovereign state of Mali by French fighter jets. The sinister plot has been played over and over again starting from the 1st and 2nd World Wars, incidentally sponsored financially on all fronts by The House of Rothschild s banking hegemons of the world, to the chaos in Syria, where foreign-backed rebels fight a Holy War to topple another sovereign regime. According to the words of Lord Rothschild and I quote There is no business as profitable as war ..

The obvious elephant in the room, then, is who benefits from a war? Elementary analysis provides ample and irrefutable evidence of a Military-Industrial-Banking Complex, at times referred to as the Capitalists and otherwise Imperialists, Neo-conservatives and Zionists, who with their unrivalled Military Might invade, conquer, destroy and then *rebuild*, all in the name of democracy and human rights. Capitalism is at the heart of it all as all the rebuilding contracts in those war-torn countries were and are still being handed over to the untouchable fortune 500 companies, the oil contracts in Iraq to Cheney s Halliburton and in Libya to BP being cases in point. Money is no longer a problem for these elite as ingenious ideas like QE3 developed by the gurus of Wall Street provide for whatever finance is needed. Ironically, the brunt of it all is likely to fall on the enslaved masses of those conquered nations through borrowing from the IMF, as John Perkins spills the beans in his book Confessions of an Economic Hitman .

Democracy as an ideology, it must be noted, has been dead for long. Every government in the developed western world today is one shade or another of a Plutocracy, with the controlled Mainstream Corporate Media setting the stage for a two or three-part farce of political musical chairs. A flashback to the campaign build-ups of Obama and Romney, the most expensive election in US history, gives us a glimpse of the war-mongering rhetoric being exercised repeatedly. The US Presidential Debates of 2012 focused primarily, if not exclusively, on promises of wars against Syria, Iran, Somalia and who not, along with vaunts of victories in Iraq, Libya, Sudan and assurances of continued drone strikes against so-called terrorists in Pakistan, Yemen and many others. All these glorified by the media indoctrinate the American public into make believing that the American Dream is threatened and the only salvation is to elect from one of the two.

Despite the caveats given by the likes of Henry Ford, Malcolm X, JFK and many others, the power of the media over the Y Generation is overwhelming, converting them into a global consumer society, propagandized by the likes of Capitalist controlled CNN, Al-Jazeerah, New York Times, GQ and you name what. The end result is that the masses become either unaware or even-more dangerously